تبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُونَ لِلْعٰلَمِينَ نَذِيرًا

قرآنی حقائق بیان کرنے والا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

"مذاہبِ عالم پر نظر"

اگست سنہ ۱۹۶۱ء

ایڈیٹر
ابو العطاء جالندھری

افریقہ میں تبلیغ اسلام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] میں [illegible]

[illegible] تانگانیکا کے علاقہ میں [illegible] دارالسلام میں [illegible] اور اسلام کی اشاعت کو زیادہ موثر بنانے کے لئے متعدد سکیمیں [illegible] ہیں۔ اس علاقہ کے انچارج مشنری مولانا محمد منور صاحب فاضل ہیں۔ [illegible] ہفتوں میں بہت بیماری ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝

اے بے خبر! بخدمتِ فرقاں کمر ببند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند
(حضرت مسیح موعودؑ)

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

یعنی

مذاہبِ عالم پر نظر

جلد ۱۱ ــــــــ شمارہ ۸
اگست سنہ ۱۹۶۱ء

مدیر مسئول	بدل اشتراک	اعزازی اراکین ادارۂ تحریر
ابو العطاء جالندھری	پاکستان و بھارت ... چھ روپے	۱۔ قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری ربوہ
مینیجر	دیگر ممالک ... بارہ شلنگ	۲۔ صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب ربوہ
عبد الرحمٰن انور مولوی فاضل	فی پرچہ ...... دس آنے	۳۔ مولانا محمد سلیم صاحب۔ دہلی
نائب مینیجر	چندہ پیشگی آنا چاہیئے	۴۔ شیخ مبارک احمد صاحب نیروبی
عطاء المجیب راشد		۵۔ مولوی غلام باری صاحب سیف ربوہ
		۶۔ عطاء الکریم صاحب شاہد ربوہ

ربیع الاول ۱۳۸۱ھ اگست ۱۹۶۱ء	# فہرست مقالات	جلد ۱۱ شمارہ ۸

۱- مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کا ایک نظارہ — ٹائیٹل ص ب
۲- جماعت احمدیہ کے لئے ضروری ہدایات (کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام) — ص۳
۳- حضرت مسیحؑ کا دعویٰ الوہیت اور یہود کا الزام — ص۴
۴- عیسائی پادریوں کا طریقۂ تبلیغ — ص۶
۵- عیسائیت کی تبلیغ اور علماء کے لئے لمحۂ فکریہ — ص۸
۶- خاتمیت محمدیہ بلند ترین مقام ہے — ص۹
۷- حدیث "لولاک لما خلقت الافلاک" پر مذاکرۂ علمیہ — ص۱۲
۸- "قادیانی شاعری" - (رسالہ "پیام مشرق" کا جواب) — ص۱۴
۹ ایڈیٹر کی ڈاک ——— شذرات — ص۱۹ و ص۲۰
۱۰- اخبار "تنظیم اہلحدیث" کا اعتراف اور عذرِ گناہ — ص۲۲
۱۱- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انذاری اعلانات — ص۲۵
۱۲- بیدار ہو کہ آشوب (نظم) — ص۳۱
۱۳- "حاصل مطالعہ" — ص۳۲
۱۴- حضرت ابراہیمؑ کو ذبح اسمٰعیلؑ کے متعلق رؤیا کب اور کہاں دکھائی گئی ؟ — ص۳۳
۱۵- خوفِ گلچیں نہیں خطرۂ صیاد نہیں (نظم) — ص۳۶
۱۶- حضرت مسیح علیہ السلام کے ایک سو چودہ اقوال کا انکشاف — ص۴۱
۱۷- المیزان - (سورۂ آل عمران ع کا ترجمہ و تفسیر) — ص۴۵
۱۸- مشرقی پاکستان کا دورہ (فوٹوز) — ٹائیٹل ص ج

احمدی بچوں کے لئے صفحات چوہدری شریعت احمد صاحب وڑائچ کراچی کی تحریک پر احمدی بچوں کی دینی تعلیم اور عقائد صحیحہ کی تلقین کے لئے رسالہ الفرقان میں آئندہ دو **خاص صفحے** ہوا کریں گے انشاء اللہ۔ احباب اس سے بھی استفادہ فرمائیں۔ رسالہ کا سالانہ چندہ چھ روپے ہے۔ (ابوالعطاء جالندھری)

ضروری اعلان

بھارت کے نئے اور پرانے خریدار

اپنے چندہ کی رقم مکرم شیخ مسعود احمد صاحب انیس ادیب فاضل قادیان کے نام بھجوا کر مطلع فرمائیں !
(ابوالعطاء جالندھری)

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعت احمدیہ کے لئے ضروری ہدایات

"اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے رُوح القدس سے حصہ لو کیونکہ بجز رُوح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دُنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جُدا کرتی ہیں۔ اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کریگا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اٹھا لوگے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے۔ اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔"

(الوصیت صفحہ ۸)

ادارییہ

حضرت مسیحؑ کا "دعویٰ اُلوہیّت" اور یہود کا الزام

عیسائی پادری حضرت مسیحؑ کی بجائے یہود کے نقش قدم پر چل رہے ہیں

موجودہ عیسائیت کی بنیاد حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کے عقیدہ پر ہے۔ اگر عیسائی صاحبان حضرت مسیح علیہ السلام کو صرف ایک مقدس نبی اور پاک رسول خیال کریں تو ان کے لیے اسلام کو قبول کرنا بالکل آسان ہے۔

پرانے صحیفوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت کے ابتدائی دور میں انبیاء سے اظہار محبت و پیار کے لئے بسا اوقات اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹے وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوتے رہے ہیں مگر ان کا مفہوم کبھی اس سے زیادہ نہیں لیا گیا کہ جس شخص کے حق میں یہ لفظ بولا گیا ہے وہ خدا کا پیارا اور مقرب بندہ ہے۔ اس حقیقت کی روشنی میں اگر انجیل میں کسی جگہ حضرت مسیحؑ کے لئے ابن اللہ وغیرہ کا لفظ مجازی طور پر آیا ہے تو حقیقت پسندی کا تقاضا ہے کہ اس لفظ کا وہی مفہوم لیا جائے جو بائیبل کے دوسرے مقامات پر وارد ہونے والے ایسے الفاظ کا لیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں یہود نے آپ پر وہی الزام لگایا تھا جو عیسائی لوگ آج کل حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ ہماری مراد یہ ہے کہ یہود نے لفظ ابن اللہ کو حقیقت پر محمول کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کو مدعی الوہیت قرار دیا اور انہیں "کفر بکنے والا" کہا لیکن حضرت مسیح علیہ السلام نے یہود کے اس بیان کو سراسر جھوٹا قرار دیا اور فرمایا کہ میرے متعلق "ابن اللہ" وغیرہ کے الفاظ محض اسی مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں جس مفہوم میں دوسرے نبیوں کو بائیبل میں خدا یا خدا کے بیٹے قرار دیا گیا ہے انجیل یوحنا میں لکھا ہے:-

> "یہودیوں نے اُسے سنگسار کرنے کیلئے پھر پتھر اٹھائے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا کہ میں نے تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں۔ اُن میں سے کس کام کے سبب مجھے سنگسار کرتے ہو؟ یہودیوں نے اُسے جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب نہیں بلکہ کفر کے سبب تجھے سنگسار کرتے ہیں اور اس لئے کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تم خدا ہو؟ جب کہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں۔ آیا تم اُس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے

دنیا میں بھیجا۔ کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے
اس لئے کہ میں نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا
ہوں" (یوحنا ۳۶-۳۴/۱۰)

اس بیان میں حضرت مسیح علیہ السلام نے یہود کو زبور ۸۲ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جس میں لکھا ہے "میں نے تو کہا کہ تم اِلٰہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو" اس حوالہ کو پیش کر کے حضرت مسیح نے اپنے ابن اللہ ہونے کی تشریح فرما دی ہے اور یہود کو ان کی ایذا رسانی اور غلط بیانی پر ملزم گردانا ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے اس بیان سے بالبداہت ثابت ہے کہ آپ کا ابن اللہ ہونا صرف ان معنوں میں تھا جن معنوں میں انبیائے سابقین کو خدا قرار دیا گیا ہے یعنی بعض خدا کے پیارے اور مقرب بندے ہونے کے معنی میں۔ اس سے کچھ بھی زیادہ کا دعویٰ حضرت مسیح علیہ السلام کا نہ تھا اور نہ وہ یہود کو ملزم قرار دینے میں غلط کار ٹھہرتے تھے۔ البتہ مندرجہ بالا اقتباس سے عیاں ہے کہ یہودی ازراہِ شرارت حضرت مسیح علیہ السلام پر یہ **جھوٹا الزام** لگاتے تھے کہ وہ الوہیت کے مدعی ہیں۔

اب **سوال** پیدا ہوتا ہے کہ **عیسائیوں** کے نزدیک حضرت مسیح علیہ السلام کی بیان فرمودہ تشریح قابل قبول ہے یا نہیں؟ ہمارا تجربہ یہی ہے کہ عیسائی پادری حضرت مسیح علیہ السلام کی بات ماننے کی بجائے یہودیوں کے الزام کو درست قرار دیتے ہوئے اسی مفہوم میں جو یہودیوں نے اختیار کیا تھا حضرت مسیح کو مدعی الوہیت تسلیم کرتے ہیں۔ مگر اب وقت آگیا ہے کہ طالبانِ صداقت عیسائی صاحبان یہودیوں کی غلط تشریح کو ترک کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کے بیان کو ہی درست اور راست قرار دیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

خاص نمبر

حضرت میر محمد اسحٰقؓ نمبر

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے رسالہ الفرقان کا آئندہ شمارہ ایک خاص نمبر ہوگا جس کے جملہ مقالات سلسلہ احمدیہ کے **بطل عظیم** اور ہمارے **بزرگ استاد** حضرت میر محمد اسحٰق صاحب فاضل رضی اللہ عنہ کے متعلق ہوں گے۔ اس نمبر میں حضرت میر صاحبؓ کی خوبیوں، کارناموں اور خدماتِ دینیہ کا ایک **شاندار** اور **جامع مرقع** جمع ہوگا۔ جس قدر قیمتی مضامین اور مقالے پہنچے ہیں ان کے پیش نظر اعلان کیا جاتا ہے کہ یہ خاص نمبر تعلیم، تربیت اور تبلیغ کے لحاظ سے نہایت مفید اور مؤثر مجموعہ ہوگا انشاء اللہ۔ اس نمبر کا حجم ایک سو **صفحات** ہوگا۔ عمدہ ٹائیٹل اور فوٹو بھی ہوں گے۔ اس خاص نمبر کی قیمت سوا روپیہ ہوگی۔ جو دوست اشاعت کی غرض سے زیادہ تعداد میں خریدنا چاہیں وہ اس اعلان کے پڑھتے ہی مطلع فرما دیں۔ ابھی تک صرف ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی لاہور کی طرف سے اطلاع آئی ہے۔ چونکہ کتابت و طباعت شروع ہو رہی ہے اسلئے احباب اس طرف فوری توجہ فرمائیں۔ بعد میں ایسے نمبر دستیاب نہیں ہوسکتے۔

رسالہ **الفرقان** کا سالانہ چندہ چھ روپے ہے جو دوست ابھی پیشگی چندہ بھیج کر خریدار بن جائیں گے انہیں یہ رسالہ اسی چندہ میں روانہ ہوگا۔

یہ خاص نمبر ستمبر اور اکتوبر ۱۹۶۱ء کا رسالہ ہوگا۔ اس کی تاریخ اشاعت ۲۵ ستمبر ۱۹۶۱ء ہوگی۔ **خریدار حضرات** خاص طور پر نوٹ کرلیں کہ آئندہ شمارہ دس ستمبر کی بجائے ۲۵ ستمبر ۱۹۶۱ء کو پوسٹ ہوگا۔

(مینیجر رسالہ الفرقان ربوہ)

عیسائی پادریوں کا طریقۂ تبلیغ

مسلمانوں کے لئے انجیل کی واقفیت ضروری ہے

۳ راگست کو مَیں لاہور سے پونے چار بجے شام کی ڈیزل کار میں ربوہ کے لئے سوار ہوا۔ شیخوپورہ سٹیشن سے قریب ہی کے حصہ میں ایک دیسی پادری صاحب سوار ہوئے اور تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک مسلمان کو آہستہ آہستہ عیسائیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ ذرا سے وقفہ کے بعد محسوس ہوا کہ اس حصہ میں بیٹھے ہوئے بوڑھے بوڑھے مسلمانوں سے تبلیغی گفتگو شروع ہو گئی ہے۔ پادری صاحب نے کہا کہ نجات پانے کے لئے خدا کے کلام انجیل پر ایمان لاؤ۔ ایک جوشیلے مسلمان نے جواب دیا کہ انجیل تو منسوخ ہو چکی ہے۔ اصل انجیل پر ہم ایمان لاتے ہیں۔ اس مرحلہ پر آوازیں بلند ہو گئیں میں بھی پوری طرح متوجہ ہو گیا مگر فاصلہ ہونے کی وجہ سے براہ راست دخل نہ دے سکا۔ گفتگو حسب ذیل انداز میں ہوئی:۔

پادری۔ انجیل خدا کا کلام ہے یہ منسوخ نہیں ہو سکتا۔ آپ بتائیں کہ اس کا کونسا حکم منسوخ ہے؟

مسلمان۔ حضرت مسیحؑ کی انجیل تو موجود ہی نہیں۔ آپ کے پاس تو متی، مرقس کی اناجیل ہیں۔ ساری انجیل ہی منسوخ ہے۔ بطور مثال شراب پینے کا حکم لے لیں۔

پادری۔ (بستہ میں سے انجیل نکال کر) دکھایئے اس میں کہاں شراب پینے کا حکم ہے، انجیل میں تو شراب کی مذمت ہے۔

مسلمان۔ مَیں حوالہ نہیں دکھا سکتا مگر قرآن سے پہلے شراب حرام نہ تھی لوگ پیتے تھے (اس مرحلہ پر خاکسار نے اپنی جگہ سے بآواز بلند کہا کہ مجھے انجیل دیں مَیں حوالہ دکھا سکتا ہوں کہ حضرت مسیحؑ نے پانی کو شراب بنا کر لوگوں کو پلایا۔ پادری صاحب نے میری طرف دیکھ کر کہا کہ مَیں آپ کو انجیل نہیں دے سکتا۔ مَیں نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے مسلمان دوست سے کہا کہ وہ قریب ہے وہ پادری صاحب سے انجیل حاصل کرے مگر پادری صاحب ایسے گھبرائے کہ کسی کو بھی انجیل دینے کے لئے تیار نہ ہوئے)

پادری۔ (مضمون بدلتے ہوئے) اصل بات یہ ہے کہ انسان گناہ گار ہیں۔ ہم سب کو گناہوں سے نجات حاصل کرنی چاہیئے۔ انسانوں میں تو کوئی بھی بے گناہ نہیں ہے۔ کیا بتایا جا سکتا ہے کہ کوئی انسان بے گناہ تھا؟

مسلمان۔ ہمارے نزدیک سب نبی بے گناہ تھے۔

پادری۔ یہ تو یونہی عقیدہ ہے انجیل سے دکھاؤ کہ کوئی انسان بے گناہ گزرا ہے؟

مسلمان۔ ہمارا تو زیادہ مطالعہ نہیں۔

خاکسار۔ انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت زکریا کے بیٹے حضرت یوحنا ماں کے پیٹ سے ہی روح القدس سے

بھر گئے تھے اور سراسر پاک اور بے گناہ تھے۔ لائیے آپ مجھے انجیل دیجئے میں آپ کو حوالہ دکھا دوں۔

پادری۔ میری گفتگو آپ سے نہیں۔ میں آپ کی بات کا جواب نہ دوں گا۔

مسلمان۔ آپ مولوی صاحب کو انجیل دیں اور حوالہ دیکھ لیں۔ آپ مولوی صاحب کی بات کا جواب کیوں نہیں دیتے؟

پادری۔ یہ انجیل میری ہے میں ان کو نہیں دوں گا۔

میں۔ بے شک یہ انجیل آپ کی ہے مگر آپ تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو انجیل دکھلانے سے اتنا بخل کیوں کرتے ہیں؟

پادری صاحب اُٹھ کر دوسری جگہ جا بیٹھے اور گفتگو ختم ہو گئی۔ ایک اگلے سٹیشن پر جب پادری صاحب کے پاس جگہ خالی ہوئی تو میں اُن کے پاس جا بیٹھا اور کوشش کی کہ کسی طرح وہ مجھ سے گفتگو کے لئے رضامند ہو جائیں مگر نہ معلوم وہ کیوں بہت ناراض تھے وہ مجھ سے گفتگو پر آمادہ نہ ہوئے۔

(بعد ازاں میرے پاس بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے مسلمان نے سنایا کہ وہ بھیرہ کے رہنے والے ہیں۔ **کافی عرصہ** کی بات ہے کہ ایک دفعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب مرحوم نے "صداقت اسلام" پر ایک زبردست لیکچر دیا تھا۔ پادری صاحبان مخاطب تھے وہ لاجواب تھے۔ آخر میں ایک پادری صاحب کھڑے ہوئے۔ انہوں نے مفتی صاحب کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا لیکچر بہت اچھا ہے مگر رسول کریمؐ کے بعد مرزا صاحب کی کیا ضرورت ہے؟ گویا اس طرح پادری صاحب نے مسلمانوں کے ذہنوں کو دوسری طرف پھیرنے کی کوشش کی اور کچھ مسلمان اس پادری کی چالاکی کو نہ سمجھنے کے باعث حیران تھے۔ حضرت مفتی صاحب کے جواب سے حقیقت منکشف ہوئی۔)

چک جھمرہ سٹیشن پر ہمارے ساتھیوں میں سے بعض نے آج کے پادری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس بات پر انتہائی تعجب کا اظہار کیا کہ یہ پادری صاحب ان لوگوں سے بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے جو ان کے مذہب سے واقف اور انجیل کو جاننے والے ہیں۔ لیکن ناواقف مسلمانوں کو جگہ جگہ مسیحی دین کی دعوت دیتے پھرتے ہیں۔

ہاں یاد آیا کہ دوران گفتگو جب ایک مسلمان نے پادری صاحب کو کہا کہ آپ عیسٰے علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں تو پادری صاحب نے جھٹ کہا کہ ہم عیسٰےؑ کو نہیں مسیح کو خدا مانتے ہیں عیسٰےؑ کو آپ لوگ مانتے ہیں۔ اس مسلمان نے کہا کہ کیا ہمارے عیسٰے علیہ السلام اور آپ کے مسیح میں فرق ہے؟ تو پادری صاحب نے برملا کہا کہ ہاں بڑا فرق ہے۔ آپ کا عیسٰےؑ اور ہے اور ہمارا مسیح اور ہے۔ پادری صاحب کے اس بیان سے بھی مسلمان دنگ تھے۔

نوٹ:- ان سطور کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ اہل علم مسلمانوں کو عیسائی پادریوں کی تبلیغی مساعی اور ان کے انداز تبلیغ کا علم رہے۔

"درویشانِ قادیان نمبر"

الفرقان کا ایک بے نظیر اور موثر تبلیغی و تربیتی نمبر موسوم "درویشانِ قادیان نمبر" عنقریب شائع ہونے والا ہے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی زیر ہدایت اس نمبر کے لئے ٹھوس مواد اور قیمتی معلومات اور ٹھیک اعداد و شمار کا فراہم کرنا محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر تبلیغ قادیان اور محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ قادیان کے ذمہ ہے۔ احباب اس نمبر کا بھی انتظار فرمائیں اور مفید مشورہ سے آگاہ فرمائیں۔

(ایڈیٹر)

عیسائیت کی تبلیغ اور علماء کے لئے لمحۂ فکریہ

ایڈیٹر صاحب "چٹان" کا ضروری نوٹ

ہمہ عیسائیاں را از مقالِ خود مدد دادند ÷ دلیری ہا پدید آمد پرستانِ میّت را

فاضل مدیر ہفت روزہ "چٹان" لاہور لکھتے ہیں :-

"عرصہ ہوتا ہے ہم نے عیسائیت کی تبلیغ و تنوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے عرض کیا تھا کہ ہمارے دینی پیشواؤں کی ایک جماعت کا اضطراب اس وقت تک بیکار ہے جب تک کہ وہ ان اسباب و علل کی مدافعت نہیں کریں گے جن اسباب و علل کی بدولت عیسائیت نے پاکستان میں اپنے پیر جمانے شروع کئے ہیں۔"

(۷ر اگست سنہ ۶۱ء)

یہ درست ہے کہ مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کے نفوذ کا سدِّباب ان "اسباب و علل" کو جانے بغیر نہیں کیا جا سکتا جو اس نفوذ کا باعث بن رہے ہیں۔ ممکن ہے اس کے بعض سیاسی وجوہ بھی ہوں۔ مشنری سکولوں، کالجوں اور ہسپتالوں کا بھی اس میں دخل ہو مگر دینی پیشواؤں کے لئے جو بات زیادہ تر قابلِ غور ہے وہ بعض دینی اعتقادات کی کمزوری ہے جس سے فائدہ اٹھا کر عیسائی پادری ایک مسلمان کے ایمان پر حملہ کرتا ہے اور اسے حلقہ بگوشِ عیسائیت کر لیتا ہے۔

عام مولوی صاحبان مسلمانوں کو یہ عقائد سکھاتے ہیں :-

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُنیس سو چورانوے (۱۹۹۴) سال سے یعنی اپنی پیدائش سے لیکر آج تک زندہ ہیں۔ اب نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ بوڑھے ہوتے ہیں بلکہ جوان کے جوان آسمانوں پر موجود ہیں۔

(۲) حضرت عیسیٰؑ مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ پرندوں کو پیدا کرتے تھے۔ علمِ غیب جانتے تھے۔

(۳) حضرت عیسیٰؑ آئندہ کسی نامعلوم زمانہ میں آسمانوں سے اُتریں گے اور ساری دُنیا کو ہدایت یافتہ بنا کر مسلمان کریں گے اور مسلمانوں کے گھر سونے چاندی سے بھر دیں گے۔

(۴) سب انبیاء پر تکالیف آئیں، انہوں نے دکھ برداشت کئے۔ کوئی آسمان پر نہ اٹھایا گیا۔ مگر جب یہود نے حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر مارنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے چھت پھاڑ کر مسیح کو جسم سمیت آسمان پر اٹھا لیا اور وہ آج تک بجسدہ العنصری زندہ ہیں۔

ذرا غور کیا جائے کہ ان غلط عقائد کی وجہ سے ہی مسلمان عیسائیت کا شکار ہو رہے ہیں اور یہ عقائد از روئے قرآن مجید بھی سراسر نادرست ہیں۔ حال ہی میں شیخ الازہر مفتیٔ مصر علامہ محمود شلتوت نے آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں فتویٰ دے دیا ہے کہ قرآن مجید سے حضرت مسیحؑ کی وفات ثابت ہے۔

کیا فاضل مدیر "چٹان" پاکستان کے "دینی پیشواؤں" کو توجہ دلائیں گے کہ اس پہلو پر بھی غور فرمائیں ؟

خاتمیتِ محمدیہ جامعیتِ کمالاتِ نبوت کا بلند ترین مقام ہے

علماءِ محققین کے دس ضروری حوالہ جات

حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسٰےؑ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

سلفِ صالحین اور علماء محققین نے غور و فکر کے بعد خاتمیتِ محمدیہ کی جو تشریح کی ہے وہ حضرت امام زرقانی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے :-

"ذکر العلماء فی حکمة کونه
خاتم النبیین والمرسلین
اوجهاً منها ان یکون الختم
بالرحمة وارادة الله ان لا
یطول مکث امته تحت الارض
اکراماً له وان لا ینسخ شریعته
بل من شرفه نسخها لجمیع
الشرائع ولهذا اذا نزل
عیسٰی انما یحکم بها۔"

(زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۲۵)

گویا پہلے علماء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے دو مطلب لئے ہیں (۱) آپؐ کی شریعت نے تمام سابقہ شرائع کو منسوخ کر دیا اسی لئے حضرت مسیح آمدِ ثانی میں قرآنی شریعت پر عامل ہوں گے (۲) آپؐ کا خاتم النبیین ہونا امت کے لئے رحمت ہے۔ آپؐ کی خاطر اللہ تعالےٰ امت کو زیادہ دیر تک زمین کے نیچے نہ رکھے گا۔ گویا سابقہ شریعتوں کا نسخ اور ختم بالرحمة خاتم النبیین کے دو مفہوم ہیں۔

مندرجہ ذیل پانچ حوالہ جات اِس باب میں پہلے مفہوم کے لحاظ سے خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں :-

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں :-

"ختم به النبیون ای لا
یوجد من یأمره الله سبحانه
بالتشریع علی الناس۔" (رسالہ
تفہیمات الٰہیہ جلد ۲ صفحہ ۷۲ مطبوعہ برقی پریس بجنور)

ترجمہ ۔ آپؐ پر بایں معنی نبی ختم ہوئے ہیں کہ اب ایسے لوگ نہیں ہوں گے جن کو اللہ تعالےٰ نئی شریعت دیکر مامور کرے۔

(۲) حنفی امام حضرت ملا علی القاری لکھتے ہیں :-

"قوله خاتم النبیین اذا
المعنٰی انه لا یأتی نبی ینسخ
ملته ولم یکن من امته" (موضوعات کبیر صفحہ ۶۹)

ترجمہ - اللہ تعالیٰ کے قول خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں کہ اب ایسا نبی نہ آئے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کو منسوخ کرے اور آپ کا امتی نہ ہو۔"

(۳) حضرت السید عبد الکریم الجیلی لکھتے ہیں:-

"فانقطع حکم نبوّۃ التشریع
بعدہ وکان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم النبیین" (الانسان الکامل باب ۳۶)

ترجمہ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریعی نبوت منقطع ہو گئی اور اس طرح حضور علیہ السلام کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہو گیا۔"

(۴) جناب نواب صدیق حسن خان صاحب نے لکھا ہے:-

"لا نبی بعدی آیا ہے جس کے معنے نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ لیکر نہیں آئیگا۔"
(اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۲)

(۵) حضرت امام محمد طاہر صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"ھذا ایضاً لا ینافی حدیث
لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی
ینسخ شرعہ" کہ یہ امر لا نبی بعدی کے منافی نہیں کیونکہ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہی تھی کہ کوئی ایسا نبی نہ ہوگا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔" (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

اِن پانچ حوالجات سے ثابت ہے کہ محقق علماء نے خاتم النبیین سے انقطاعِ نبوت تشریعی مراد لی ہے اس سے مطلق نبوت کا انقطاع مراد نہیں لیا۔

خاتمیت کا دوسرا مفہوم افضلیت یا الختم بالرتبہ ہے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل پانچ حوالجات قابلِ توجہ ہیں:-

(۱) حضرت امام فخر الدین رازی تحریر فرماتے ہیں:-

"فاعطاھم العقل وبعث
فی ارواحھم نورا لبصیرۃ وجوھر
الھدایۃ فعند ھذہ الدرجۃ
فازوا بالخلع الاربع - الوجود،
والحیاۃ، والقدرۃ، والعقل۔
فالعقل خاتم الکل والخاتم
یجب ان یکون افضل
الا تری ان رسولنا صلی
اللہ علیہ وسلم لما کان
خاتم النبیین کان افضل
الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام
والانسان لما کان خاتم
المخلوقات الجسمانیۃ کان
افضلھا فکذلک العقل لما
کان خاتم الخلع الفائضۃ من
حضرۃ ذی الجلال کان افضل
الخلع واکملھا۔"

(تفسیر کبیر امام رازی جلد ۲ صفحہ ۳)

ترجمہ - اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عقل عطا فرمائی اور ان کی روحوں میں نور بصیرت اور جوہر ہدایت پیدا فرمایا - اس موقع پر انہیں چار خلعتیں نصیب ہوئیں (۱) وجود (۲) زندگی (۳) قدرت (۴) عقل - اور عقل ان تمام خلعتوں کی خاتم ہے اور خاتم کے لئے واجب ہے کہ وہ افضل ہو - دیکھو جس طرح ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے سب نبیوں سے افضل قرار پائے اور انسان جسمانی مخلوقات کا خاتم قرار پانے کے باعث سب سے افضل ٹھہرا۔ اسی طرح عقل جب ان خلقتوں کی خاتم ہے تو ضرور ہے کہ وہ ان سب سے افضل و اکمل ہو۔"

(۲) علامہ ابن خلدون تحریر فرماتے ہیں:۔

"و یمثلون الولایۃ فی تفاوت مراتبھا بالنبوۃ و یجعلون صاحب الکمال فیھا خاتم الاولیاء ای حائز الرتبۃ التی ھی خاتمۃ الولایۃ کما کان خاتم الانبیاء حائزاً المرتبۃ التی ھی خاتمۃ النبوۃ۔" (مقدمہ تاریخ ابن خلدون ص۲۷۱ و ص۲۷۲ مطبوعہ مصر)

ترجمہ۔ ولایت کو اپنے تفاوتِ مراتب میں نبوت کا مثیل قرار دیتے ہیں اور اس میں **کامل ولی کو خاتم الاولیاء** ٹھہراتے ہیں یعنی اس مرتبہ کا پانے والا جو ولایت کا خاتمہ ہے جس طرح سے حضرت خاتم الانبیاء اس مرتبہ کمال کے پانے والے تھے جو نبوت کا خاتمہ ہے۔"

(۳) حضرت شیخ فریدالدین عطار تحریر فرماتے ہیں:۔

"مجذوب کے لئے چند درجے ہیں بعض کو ان سے ایک تہائی دیتے ہیں اور بعض کو آدھے اور بعض کو آدھے سے زیادہ۔ جبکہ اس درجہ کو پہنچتا ہے تو وہ مجذوب نبوت کے حصے کے سبب سے تمام مجذوبوں سے بڑھ جاتا ہے اور **خاتم الاولیاء** ہوتا ہے اور سردار **تمام ولیوں کا**۔ جیسا کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم خاتم الانبیاء تھے۔"

(تذکرۃ الاولیاء ص۳۲۷ مطبوعہ کانپور)

(۴) حضرت خواجہ میر درد صاحب دہلوی فرماتے ہیں:۔

"طریقہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سب طریقوں پر ترجیح رکھتا ہے اور **خاتم الطرق** ہے جس طور سے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتم جمیع نبوت و رسالت کی ہے فالحمد للہ الذی **فضلنا** علیٰ کثیر من عبادہ المؤمنین۔ اس طریقہ سے اگلے طریقے اس کی **مبادی** تھے اور اس کے مابعد جو **طریقے** قیامت تک پیدا ہوں گے اس طریقہ کی شاخیں اور شعبے ہوں گے۔ لہ الحمد فی الاولیٰ والاٰخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون اور یہ طریقہ محمدیہ خالصہ ازل سے لیکر ابد تک سب نسبتوں پر حاوی ہے۔" (کتاب میخانہ درد ص۱۲۸)

(۵) حضرت امام زرقانی رح نے تحریر فرمایا ہے:۔

"فمعناہ احسن الانبیاء خَلقاً و خُلقاً لانّہ صلی اللہ علیہ وسلم جمال الانبیاء کالخاتم الذی یتجمل بہ۔"

(زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳ ص۱۶۳ مطبوعہ مصر)

ترجمہ۔ لفظ خاتم النبیین کے معنے ہیں ایسا وجود جو اپنے ظاہری کمال اور باطنی کمال میں سب نبیوں سے بہتر اور افضل ہو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے لئے زینت کا

(باقی [illegible])

مذاکرۂ علمیہ

علماء کو دعوتِ تحقیق

حدیث "لولاک لما خلقت الافلاک" کی حقیقت

جناب حافظ گوہر دین صاحب آف ورک چک ۶۴۲ لائل پور لکھتے ہیں:۔

"محترم مولانا ابو العطاء صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا مرسلہ خط ۲/۶۱ کو موصول ہوا۔ جواباً تحریر ہے کہ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب "لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ" کی تصریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یہ الفاظ اس عظیم شخصیت کے ہیں جس کو خدا تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنایا ہے اور جس کے متعلق فرمایا کہ لولاک لما خلقت الافلاک" یعنی اگر اس پاک وجود کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو خدا تمام دنیا کو پیدا نہ کرتا"

(ص۲۳ الفرقان ماہ فروری ۱۹۶۱ء)

صاحبزادہ صاحب نے جس انداز سے لولاک کو پیش کیا ہے اس سے قرآنی آیت کا التباس ہو رہا ہے۔ حالانکہ نہ یہ قرآنی آیت ہے اور نہ ہی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ ارشاد ہے۔ پس اس سے استدلال کرنا کیسے صحیح ہوگا؟

آپ موضوعاتِ کبیر ملا علی قاری ملاحظہ فرمائیں تو آپ پر واضح ہو جائیگا کہ اس کی حقیقت کیا ہے بظاہر قدرت اور تخلیقِ کائنات کی علتِ غائی ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون سے آشکارا ہو رہی ہے اور لولاک مشروط جملہ اپنی جزاء کے ساتھ اصولِ خلقت سے خارج ہو رہا ہے۔

ہر گیاہے کہ از زمیں روید
وحدہٗ لا شریک لہٗ گوید

کیا ہی اچھا ہو کہ الفرقان میں جملہ مذکورہ مذاکرہ میں رکھ کر علماء کو دعوتِ تحقیق دیں۔"

الفرقان ہم نے "موضوعاتِ کبیر" دیکھی ہے، اس میں جناب امام الملا علی القاری نے تحریر فرمایا ہے:۔

"حدیث لولاک لما خلقت الافلاک قال الصغانی انہ موضوع کذا فی الخلاصۃ لکن معناہ صحیح فقد روی الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً اتانی جبریل فقال یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار وفی روایۃ ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا۔"

ترجمہ ۔ حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کے متعلق امام صغانی نے کہا ہے کہ یہ موضوع ہے یہ کتاب الخلاصہ میں درج ہے لیکن اس حدیث کے معنے اور مفہوم درست ہے ۔ دیلمی نے حضرت ابن عباسؓ سے قول نبویؐ اس طرح روایت کیا ہے کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور خدا تعالےٰ کا یہ پیغام لائے کہ اے محمدؐ ! اگر تو نہ ہوتا تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا ۔ نیز کہا کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں جہنم کو پیدا نہ کرتا ۔ ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں دنیا کو ہی پیدا نہ کرتا ۔"

(موضوعات ملا علی القاری ص ۵۹)

اس کے علاوہ امام علی القاری نے اپنی کتاب کے شروع میں تصریح کر دی ہے کہ احادیث متواترہ کے علاوہ باقی حدیثوں میں عقلاً یہ احتمال موجود ہے کہ جو حدیث نفس الامر میں ضعیف یا موضوع ہو محدثین اسے صحیح قرار دیدیں ۔ ایسا ہی یہ بھی ممکن ہے کہ کسی صحیح مرفوع حدیث کو محدثین موضوع ٹھہرا دیں ۔ نیز تحریر فرمایا ہے :-

"ثم اعلم انه قد يكون الحديث موضوعاً بحسب المبنى وان كان صحيحاً مطابقاً للكتاب والسنة بحسب المعنى"

کہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث اپنے الفاظ یا روایت کے لحاظ سے موضوع قرار پائے مگر وہ اپنے معنی اور مفہوم کے اعتبار سے کتاب و سنت کے عین مطابق ہو ۔"

(الموضوعات ص ۱۵-۱۶)

ان حالات میں یہ درست معلوم نہیں ہوتا کہ "لولاک لما خلقت الافلاک" کے مبنی بصداقت مقولہ ربانی یعنی حدیث قدسی کو محض اس لئے ضعیف قرار دیدیا جائے کہ امام صغانی نے اسے موضوع قرار دیدیا ہے ، جبکہ کتاب و سنت کی تصریحات اس حدیث کے **حدیث قدسی** ہونے پر شاہد ناطق ہیں ۔ جیسا کہ آئندہ کسی موقع پر وضاحت کی جائے گی انشاء اللہ ۔

اس مختصر اشارہ کے ساتھ ہم اپنے اہلحدیث دوست حافظ گوہر دین صاحب کی خواہش کے مطابق اس حدیث کو علماء کے سامنے مذاکرہ علمیہ کے لئے پیش کرتے ہیں ۔ موضوع سے متعلق تحریر خواہ کسی حلقہ سے آئے گی اشاعت پذیر ہو گی ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا سوال ہے حنفی ، اہلحدیث ، شیعہ ، احمدی سب اہل علم اس میں حصہ لے سکتے ہیں ۔ (ایڈیٹر)

خاتمیت محمدیہ جامعیت کمالات نبوت کا ..... (بقیہ ص ۱۱)

موجب ہیں جس طرح انگوٹھی کو زینت کیلئے اختیار کیا جاتا ہے ۔"

ان مؤخر الذکر پانچ حوالہ جات سے ثابت ہے کہ خاتم النبیین کے معنے افضل الانبیاء ہیں ۔

سلف صالحین خاتمیت محمدیہ کے دو ہی مفہوم لیتے رہے ہیں (۱) تشریعی نبوت کا انقطاع (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الانبیاء ہونا اور ان دونوں مفہوموں کے لحاظ سے جماعت احمدیہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتی ہے ۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۞

ایک ادبی تحقیق

"قادیانی شاعری"

رسالہ "پیامِ مشرق" کا جواب

(از جناب ابن علی الترمذی)

مندرجہ بالا عنوان سے "پیامِ مشرق" لاہور ماہ اپریل ۱۹۶۱ء میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں جماعت احمدیہ کے بعض شعراء پر اعتراضات کئے گئے ہیں کہ انہوں نے اپنی نظموں میں غلط الفاظ اور غلط ترکیبیں استعمال کی ہیں۔ معترض صاحب نے اسی مضمون میں ظاہر کیا ہے کہ انہوں نے "قادیانی شعراء" کے ترقی کرنے یا نہ کرنے کی حالت معلوم کرنے کے خیال سے "الفرقان" ماہ مارچ کی نظموں کو دیکھا۔ اوّل تو معترض صاحب کو قادیانی شعراء سے متعلق اس جانچ پڑتال سے جتنا تعلق ہو سکتا ہے وہ بالکل ظاہر ہے لیکن جب ان کے قلم سے یہ الفاظ نکل ہی گئے تھے تو چاہیئے تھا کہ وہ ان کے مطابق صرف انہیں شعراء سے متعلق اظہارِ خیال کرتے جن کا کلام مارچ کے "الفرقان" میں شائع ہوا تھا مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ درحقیقت ان کا مقصود جس پر اعتراض کرنا تھا مضمون کی ابتداء اُسی پر اعتراض کرنے سے کی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

> "سالک مرحوم کا یہ قول بہت مشہور ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں متواتر دو سطریں ایسی نہیں نکالی جا سکتیں جن میں زبان کی کوئی غلطی نہ ہو۔ ہمیں اس قول کی نسبت کے متعلق اگرچہ شبہ ہے ممکن ہے غلط طور پر سالک مرحوم کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔ اور اس قول میں جو کچھ کہا گیا ہے اس میں بھی شاید مبالغہ ہو۔"

جس قول کو سالک مرحوم کا مشہور قول بتایا گیا ہے اس کے مشہور قول ہونے کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کون سی دلیل کی ضرورت ہو سکتی ہے کہ خود معترض صاحب کو بھی اس کی صحت کا اعتبار نہیں۔ کیا جس قول کی صحت کا ذرا بھی یقین ہو اس کے لئے کوئی معمولی علم و فہم رکھنے والا بھی اتنی بے اعتباری ظاہر کر سکتا ہے جتنی جناب معترض صاحب نے ظاہر کی ہے! آپ نے بڑے طمطراق سے جس قول کو مولانا سالک مرحوم کا بہت مشہور قول قرار دے کر پیش کیا ہے اسی بہت مشہور قول سے متعلق آپ خود یہ ارشادات فرماتے ہیں (۱) ہمیں اس قول کی نسبت کے متعلق اگرچہ شبہ ہے (۲) ممکن ہے غلط طور پر سالک مرحوم کی طرف منسوب کیا گیا ہو (۳) اور اس قول میں جو کچھ کہا گیا ہے شاید اس میں بھی مبالغہ ہو۔ کیا ان تینوں بیانوں کی موجودگی میں بھی قول مذکور کو بہت مشہور قول قرار دے کر پیش کرنے کا موقع باقی رہتا ہے؟ مگر معترض صاحب ہیں کہ اس کو بہت مشہور قول قرار دینے کے بعد تین قول اس کے خلاف لکھ دینے میں بھی کسی تامل کی ضرورت

نہیں سمجھتے۔ آپ کو اس قول کے سالک مرحوم کی طرف منسوب کئے جانے کا یقین نہیں ہے بلکہ آپ کے نزدیک ممکن ہے کہ منسوب کرنے والوں نے غلط طور پر اسے سالک مرحوم کی طرف منسوب کر دیا ہو۔ اور اسی پر بس نہیں بلکہ آپ نفس قول کی واقعیت پر بھی یقین نہیں رکھتے اور صفائی کے ساتھ معترف ہیں کہ اس قول میں جو کچھ کہا گیا ہے اس میں بھی شاید مبالغہ ہو گیا۔ جس قول سے متعلق خود اس کے پیش کرنے والے کی بے اعتباری کا یہ عالم ہو اُسے پیش کرنا کسی لحاظ سے بھی مناسب سمجھا جا سکتا ہے؟ مناسب سمجھا جانا تو کیا اس کا تو ذکر بھی خلافِ تعلیم اسلام تھا۔ اسلام ایسی خبروں کو جن کی صحت پر یقین کامل حاصل نہ ہو آگے بڑھانے کی قطعاً ممانعت کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع کہ ہر سُنی سنائی بات کو بیان کرنے والا جھوٹا ہوتا ہے۔ پس معترض کے اندازِ بیان سے ہی اس کا غلط کار ہونا ثابت ہے۔

معترض صاحب نے اپنے مضمون کی بنیاد دو شخصوں کے اقوال پر رکھی ہے اور وہ دونوں فوت شدہ ہیں۔ اوّل مولانا سالک مرحوم جن کی طرف منسوب کئے ہوئے قول کی حقیقت کھُل چکی ہے۔ دوسرے مولانا ظفر علی خاں مرحوم۔ چنانچہ معترض صاحب فرماتے ہیں:۔

"اس میں بھی شک نہیں کہ مرزا صاحب کے کلام میں زبان و بیان کی بے شمار غلطیاں موجود ہیں اور ان غلطیوں میں "کرتا" کی وہ غلطی تو شاہکار کا درجہ رکھتی ہے جسے مولانا ظفر علی خاں نے حیاتِ جاوید بخشی ہے ؎

اک برہمن نے یہ کہا ہو گا کرتا باندھے ازار
یہ "کرتا" ہے شاہکار شاعرانِ قادیان" (پیامِ مشرق)

حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام و بیان پر اعتراض کے جواب میں موقع کے لحاظ سے صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ جس طرح سیدنا حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں میں سے ایسے لوگ بھی نکلے ہیں جو باوجود سخت مخالفت کے یہ گواہی دینے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت اعلیٰ درجے کے فصیح اللسان اور معذب البیان ہیں۔ اور یہ سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا آج تک جاری ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔ بالکل یہی معاملہ آپ کے غلام خاص سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بھی پیش آیا ہے کہ باوجود انتہائی مخالفتوں کے ملک کے نہایت چیدہ و برگزیدہ اہلِ قلم ابتداء ہی سے اس امر کی گواہی دیتے آئے ہیں کہ تحریر و تقریر دونوں کے لحاظ سے آپ ایک نہایت ممتاز اور عظیم الشان انسان ہیں۔ اور تمام بلندیٔ ہند میں کوئی بھی آپ کے برابر لکھنے والا موجود نہیں۔ اور ان گواہیوں کا سلسلہ بھی ختم نہیں ہوا برابر جاری ہے۔

مذاہب کے ایک نہایت عظیم الشان جلسہ سے بھی جو دسمبر ۱۸۹۶ء کی آخری تاریخوں میں بمقام لاہور منعقد ہوا تھا آپ کے "سلطان القلم" ہونے کا بہت بڑا ثبوت ملتا ہے۔ اس زمانے کے تمام اخبار اس کے ذکر سے بھرے پڑے ہیں اور جنہوں کو اس امر کا اقرار کرنا پڑا ہے کہ آپ ہی کا مضمون تمام مضامین پر غالب رہا . . . .

. . . اور اسی سے اسلام کا بول بالا ہوا۔ علاوہ اس کے آپ کی تحریروں کے پسندیدہ اور دلپذیر ہونے کا یہ عالم رہا ہے کہ باوجود اختلافِ عقائد کئی ماہناموں میں آپ کا نام ظاہر کئے بغیر آپ کی کتابوں کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں اور ایسی مثالیں دو چار نہیں بلکہ بہت ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت اقدس کی ایک نظم جس کا مطلع یہ ہے ؏

"جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است"

پوری کی پوری بے کم و کاست کسی نے نواب میر محبوب علی خان

والی نے دکن کے نام سے شائع کر دی تھی۔ اس سے پہلے بھی ایسا ہوا تھا اور اس کے بعد بھی ہوا ہے۔ حال کی دو تازہ مثالیں یہ ہیں :-

(۱) کسی صاحب نے جن کا تخلص "ندیم" ہے حضرت اقدس کی ایک نظم "اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے" ——— دو ایک جگہ لفظی تصرّف کے ساتھ ہفت روزہ "تنظیم اہلِ حدیث" میں اپنے نام سے بلا تکلّف چھپوا دی ہے۔

(۲) دوسری مثال "پاکستان صادقیہ مشن سیالکوٹ" کے "سیّد المتکلّمین جناب ابو البیان مولانا سیّد ظہور الحسن شاہ صاحب بھریلوی حال بھوانہ ضلع جھنگ" کے ایک تازہ ٹریکٹ کی ہے جس کا اہم ترین حصہ "حقیقت اسلام" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء تصنیف "آئینہ کمالات اسلام" (ص۵۹، ۱۱۲، ۱۱۳ ...) اور "براہین احمدیہ حصہ پنجم" (ص۵ ...) سے لیا گیا ہے اور ربطِ کلام کے لئے جو اشعار پیش کئے گئے ہیں وہ بھی حضرت اقدس ہی کے ہیں !!

رہا مولانا ظفر علی خاں کا مصرع جس میں انہوں نے "کہ تا" کو "قادیانی شعراء" کا شاہکار قرار دیا ہے تو معترض صاحب نے نہ تو یہ بتایا ہے کہ ان کے مولانا نے اسے کس لحاظ سے "قادیانیوں" کا شاہکار قرار دیا تھا اور نہ یہ ظاہر کیا ہے کہ خود ان کے نزدیک "کہ تا" کی غلطی شاہکار ہونے کا درجہ کس وجہ سے رکھتی ہے لیکن چونکہ انہوں نے مولانا ظفر علی خاں کا شاہکار والا مصرع لکھنے کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر نقل کیا ہے سہ

پھر دوبارہ ہے اُتارا تو نے آدم کو یہاں
تا وہ نخلِ راستی اس ملک میں لاوے ثمار

اور اس شعر کے لفظ "تا" پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ یہ لکھا ہے کہ یہ شعر بھی چونکہ "کہ تا" باندھنے والی نظم کا ہے اور اس میں "کہ تا" کی بجائے "تا" موجود ہے۔ معترض صاحب کی اس طرز سے پایا جاتا ہے کہ آپ لفظ "تا" کو صحیح سمجھتے ہیں اور "کہ تا" کو غلط۔ اور آپ کے نزدیک چونکہ ساری دنیا "تا" لکھا کرتی ہے جو صحیح ہے اور برخلاف اس کے قادیان والے "کہ تا" لکھا کرتے ہیں جو غلط ہی نہیں بلکہ غلطیوں کا شاہکار ہے اس لئے یہ شاہکار صرف قادیان والوں کا ہے دوسروں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

یہ امور جو معترض صاحب کی تحریر اور انداز تحریر سے ظاہر ہوتے ہیں ہمارے نزدیک قطعاً درست نہیں۔ کیونکہ شعرائے ایران نے صرف "تا" بھی استعمال کیا ہے اور "تاکہ" بھی اور "کہ تا" بھی۔ اور ان کے تتبع میں شعرائے ہندوستان نے بھی۔ چونکہ اعتراض صرف "کہ تا" لکھے جانے پر ہے اس لئے صرف اسی کی مثالیں شعرائے ایران و ہندوستان کے کلام سے پیش کی جاتی ہیں۔ اور یہ مثالیں صرف اس امر کے ثبوت میں ہیں کہ "تا" اور "تاکہ" کی طرح "کہ تا" بھی بالکل صحیح لفظ ہے اور زمانۂ قدیم سے اس کا استعمال چلا آتا ہے اور اس زمانے میں بھی اسے استعمال کیا ہے۔

حضرت حافظ شیرازی رحمہ

بخاکِ پائے صبوحی کشاں کہ تا من مست
بجوئے میکدہ استادہ ام بدربانی ص۳۲

بیادِ طُرّۂ دلبندِ خویش خیرے کُن
کہ تا خدا شن نگہدارد از پریشانی ص۳۳

اے کہ عُمرے شُد کہ تا بیمارم از مژگانِ تو
نگاہے کُن کہ پیشِ چشم بیمار میرمت ص۱۱۱

بس نکتہ غیر حسن بباید کہ تا کسے
مقبولِ طبع مردم صاحب نظر شود ص۱۲۵

شراب تلخ می خواہم کہ مرد افگن بود زورش
کہ تا یکدم بیاسایم ز دنیا و شر و شورش ص۲۹

دریغ و درد کہ تا ایں زمان ندانستم
کہ کیمیائے سعادت رفیق بود رفیق　ص۲۷۵

سحر چو بلبلِ بیدل شدم بسے در باغ
کہ تا چو بلبلِ بیدل کنم علاجِ دماغ　ص۲۷۶

بخندہ گفت کہ حافظ غلامِ طبعِ تو ام
ببیں کہ تا بچہ حدّم ہمی کند تحمیق　ص۲۷۵

بسے پرستی از اں نقشِ خود بر آب زدم
کہ تا خراب کنم نقشِ خود پرستیدن　ص۳۵۰

کہ تا وجود را کارسازی کنم
برقص آیم و خرقہ بازی کنم　ص۲۴۴

بیا ساقی آں آبِ آتش خواص
بمن دہ کہ تا یابم از غم خلاص　ص۲۴۴

بمن دہ کہ تا گردم از عیب پاک
رہا ام بہ عشرت سرا زیں مغاک　ص۲۴۶

بدہ ساقیا مے کہ تا دم زنم
قلم بر سرِ ہر دو عالم زنم　ص۲۴۵

رفیقاں قدرِ یک دیگر بدانید
کہ تا در وادیٔ ہجراں نمانید　ص۲۵۶

("دیوانِ حافظ" مطبوعہ مطبع خورشید بمبئی)

علی محمد القدسی الحسینی الشیرازی

(مرتب و کاتب دیوانِ حافظ)

ہمی بچشم رواں بیں درآں کہ تا بینی
بجے گلستاں بہتر ز روضۂ رضواں　ص۲۱

بمہ بدست کن آں گوہر درخشاں را
کہ تا بدست کنی خاتم سلیمانی　ص۲۸۹

(دیوانِ حافظ 〃)

حضرت مولانا نظامی گنجوی ؒ

درنگ از بہر آں افتادہ در راہ
کہ تا فارغ شود از شغل ہا شاہ

مرا ایں رہنمونی بخت فرمود
کہ تا شہ باشد از ایں بندہ خوشنود

(تنقید شعر العجم ص۳۲۵ و ۳۲۶ - ایڈیشن ۱۹۴۲ء
پروفیسر حافظ محمود شیرانی)

شیخ عطار

کہ تا ایں بندہ ہم پیشے بہ پیشِ شاں
بیاید بار بر درگاہِ سلطاں　ص۲۶۰

کہ باید صد جہود بس پریشاں
کہ تا خواہند از من جزیہ ایشاں　ص۳۲۵

چو حالِ ماہِ نو از بہر آں ہمی آید
کہ تا چو خوشہ سرِ خلق می زند ز قفا　ص۲۶۹

(تنقید شعر العجم 〃)

فردوسی طوسی

از اں گفتم ایں بیت ہائے بلند
کہ تا شاہ گیرد ازیں کار پند　ص۱۱۵

(تنقید شعر العجم 〃)

کمال

ز جور یکدو نامعلوم اینک شد دو سال افزوں
کہ تا من زار تقاضائے آں مخدوم تر دہانے را　ص۲۳۹

زخاک پایش تاجے بسازد بہ سرنو
کہتا زخیل ملک گرد خود حشر یابی ص۵۰۹
(تنقید شعر العجم ")

حضرت مولانا رومؒ

نفس می خواہد کہتا ویراں کنند
خلق را گمراہ و سرگرداں کنند
طالب علم ست بہر خاص و عام
نے کہتا یابد ازیں عالم خلاص ص۱۵۴
طالب دل شو کہتا باشی چو گل
تا شوی شاداں و خنداں ہمچو گل ص۱۲۵
کشت ایشاں را کہتا ترسیم ازو
در خود ایں برعکس کردی رائے تو ص۱۶۸
(مثنوی مولانا رومؒ دفتر دوم)

حضرت حافظ احمد حسین احمدؒ

سالہا رفت کہتا ایں دلِ مشتاق مرا
آرزوئے کہ نظر برُخِ نیکوئے تو بود ص۲۳
میزند زخمے بدل گاہے کہتا آہے کنم
گاہ مرہم می نہد تا زخم گیرد اندمال ص۵۸
رشکِ جنت کہتا باز نہ بیند رُخِ غیر
دیدۂ جانِ مرا باز نمط دوختہ ص۸۰
بیا ساقی بدہ جامِ طربناک
کہتا جاں برجہد زیں کوزۂ خاک ص۱۵۴
مئے الفت مرا ساقی چناں داد
کہتا من شیشۂ توبہ شکستم
۱۶۹

نے بدل صبرے کہتا گیرد قرار
نے توانائی کہ آرد وصلِ یار ص۲۱۹
(کلیاتِ احمد)

نامۂ غالب بنام حضرت غمگین

"یزداں را سپاس گزارم و بدیں ذوق
خود را درباز م کہ مرا بگوشۂ خاطر کسے
جائے دادہ است کہتا کام و زبان را
بہ ہفتاد آب نہ شویم نامش نہ توانم برد"
(مجموعۂ مکاتیب غالب و غمگین ۱۲۵۷ھ قلمی
مکتوب ۸ بحوالہ "معارف" نمبر ۵ ج ۸۷ ص۳۸۶)

جواب حضرت غمگین

"دعمرؓ فرمودہ بودند کہتا ایں مرد دانا (علیؓ)
در شما است ہیچ مسئلہ از ما نمی پرسید"
(بحوالہ "معارف" نمبر ۵ ج ۸۷ ص۳۹۱)

میر

مرا ہاتھ ہو چاک کا دستیار
کہتا جیب و دامن ہوں قربِ جوار ص۲۴۶
("انتخاب کلام میر" - ڈاکٹر مولوی عبدالحق
ایڈیشن ۱۹۵۰ء)

سودا

ہوں میں وہ وحشی رم خوردہ کہتا دشتِ عدم
پات کھڑکے ہے تو مانند صدا جاتا ہوں ص۳۴

اگر مدبر دل ایں سے کہتے تھے یوں پکار
پیتیم ! سے لگاؤ کرتا ہوئے پیرداں　ص ۱۲۸

("انتخاب دیوانِ سودا"۔
ڈاکٹر وحید قریشی ۱۹۵۷ء)

غالب

آنکھ کی تصویر سرنامے پہ کھینچی ہے کہ تا
تجھ پہ کھل جاوے کہ اس کو حسرتِ دیدار ہے

("دیوانِ غالب" ص ۱۳ ستمبر ۱۹۴۹ء
مطبوعہ مطبع حمایت اسلام لاہور)

لسان العصر اکبر الہ آبادی

برآر از دل یکے دستِ دعا در حضرتِ باری
کہ تا بخشد دلت را امتیازِ حق و باطل ہا

(کلیاتِ اکبر ج ۲ ص ۱۶۷)

جوش

ندیم جوش کو لے چل کسی بیاباں میں
کہ تا سکوت کے خرمن سے چن سکے آواز

(ہفت روزہ "لیل و نہار" لاہور
۲۴ جولائی ۱۹۵۰ء ص ۱۱)

ایک یہ مصرع بھی زبان زد خاص و عام ہے کہ ؎
یا رب غالب شود کہ تا غالب شوی
اگر تلاش کی جائے تو ہزاروں جگہ "کہ تا" کا استعمال مل سکتا ہے۔ اب ہر منصف مزاج اور حق پسند دیکھ سکتا ہے کہ اسے شعرائے قادیان کا شاہکار" کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے؟ ؞

ایڈیٹر کی ڈاک

ایک تحریک اور تجویز

مکرم جناب حکیم مبارک احمد خان صاحب امین آبادی لکھتے ہیں :- مخدومی و محترمی حضرت مولانا المعظم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
امید ہے آپ خدا کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہوں گے۔
کچھ عرصہ ہوا میں نے ایک ضروری اور اہم امر کی طرف توجہ فرمانے کے لئے گذارش کی تھی وہ یہ کہ آپ اپنے سوانح و کوائف خدمات علمیہ تھوڑا تھوڑا روزانہ مرتب فرمانا شروع کر دیں۔
بلادِ اسلامیہ میں تبلیغ کے کوائف آپ کے سوا اور کون مرتب کر سکتا ہے۔ ہند و پاکستان کے کوائف سلسلہ کے اخبارات میں اشارۃً ملیں گے وہ بھی شرح و بسط سے آپ تحریر کر سکیں گے۔ یہ کارنامہ انشاء اللہ رہتی دنیا تک کے صلحاء کی نیک دعائیں حاصل کرنے کا موجب بنے گا اور تبلیغی و تربیتی لحاظ سے بھی انشاء اللہ مفید کام ہوگا۔
وفقکم اللہ تعالیٰ وھو الموفق والمستعان ؞

شذرات

ابھی حال میں بھارت میں ایک کتاب "رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی" مولفہ مولوی عزیز الرحمٰن جامعی دہلی شائع ہوئی ہے۔ پاکستان میں اس کتاب کے جملہ حقوقِ اشاعت مولوی انیس الرحمٰن لدھیانوی لائلپور کے نام مخصوص ہیں۔ مجھے گزشتہ دنوں قادیان میں اس کتاب کے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ذیل کے شذرات اسی کتاب کے مطالعہ کا نتیجہ ہیں :-

(۱)

"خاتم المحدثین" اور علامہ اقبال کیلئے درسِ ختم نبوت

مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی نے مولانا انور شاہ صاحب کاشمیری کو "خاتم المحدثین" (ص۹۹) قرار دیکر لکھا ہے :-

"حضرت شاہ صاحب نے تاریخ خلافت کے زمانے سے لے کر تحریکِ احرار کے زمانے تک میری اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سرپرستی فرمائی۔ قادیانیوں کے بارے میں جماعت احرار کا نقطۂ نظر اسلام میں ختم نبوت کی بنیادی اہمیت سمجھانے کے لئے سر ڈاکٹر اقبال سے ملاقات کی۔ ڈاکٹر اقبال کو اپنا ختم نبوت کا رسالہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے فوراً بعد ہی ڈاکٹر اقبال نے کشمیر کمیٹی کی ممبری سے استعفاء دے دیا۔ جس کے صدر مرزا بشیر الدین محمود قادیانی تھے۔ اس طرح ڈاکٹر اقبال نے مرزائیت کے چنگل سے نجات پائی اور اسلام کے صحیح اعتقادات پر عقیدہ رکھنے کی ڈاکٹر صاحب کو توفیق حاصل ہوئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے قادیانیوں کے خلاف مضامین لکھے۔" (ص۱۰۰)

گویا علامہ اقبال نے احمدیت کی ساری مخالفت "احراری علماء" کے اصرار پر کی ہے اور انہوں نے ختم نبوت کے اسرار کو "خاتم المحدثین" کے ذریعہ سے سمجھا۔ اگر خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی نہیں تو کیا خاتم المحدثین کے بعد کوئی محدث بھی نہ ہوگا ؟

(۲)

"نہ خلافت باقی ہے نہ اس کی اطاعت"

مولوی عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں :-

"مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کی رو سے مسلمانوں پر خلیفۂ وقت کی اطاعت لازمی ہے۔ اس کے مقابلہ میں سرسید کی طرف سے کہا جاتا تھا کہ اولی الامر منکم میں انگریز حاکم شامل ہیں۔ یہ امور بطور تاریخی واقعات کے یہاں لکھے گئے ہیں اور اب نہ تو خلافت باقی ہے نہ اس کی اطاعت" (ص۲۳۰)

واقعہ یہ ہے کہ آج بھارت میں مسلمان حالات کی ناسازگاری کے باوجود وہاں کی غیر مسلم حکومت کی اطاعت کرتے ہیں اور ان کو کرنی چاہیئے۔ مگر سوال یہ ہے کہ آیا علماء بھی اپنا نظریہ بدل چکے ہیں یا نہیں ؟ پھر

کتنے حسرت بھرے الفاظ ہیں کہ "اب تو نہ خلافت باقی ہے نہ اس کی اطاعت"۔ کیا خلافت خدا کی نعمت نہیں اور کیا اس نعمت کا چھن جانا بلاوجہ ہو سکتا ہے؟ احمدی جماعت کے لئے کتنی خوشی کا مقام ہے کہ ان کے لئے خلافت بھی باقی ہے اور اس کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نعمت کو دائمی بنائے۔ آمین۔

(۳)

پچاس ہزار عورتوں کا عیسائی ہو جانا

مؤلف کتاب لکھتے ہیں:۔

"باقی پنجاب میں مِس براؤن نے مشنری عورتوں کے ذریعہ عیسائیت کا جال پھیلا دیا تھا تیس برس میں پچاس ہزار عورتوں کو پنجاب اور سرحد میں عیسائی بنایا گیا لیکن کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی"۔ (رئیس الاحرار ص۸۲)۔

ایک مشنری عورت کی کوششوں سے اتنی بڑی تعداد عورتوں کی عیسائی بن جائے اور علماء کو کانوں کان خبر نہ ہو، کیا اس سے زیادہ بے حسی اور مُردنی کی کوئی اور نشانی ہو سکتی ہے؟

(۴)

شاہ امان اللہ اور افغانستان کے لوگ

سیکرٹری مرکزی خلافت کمیٹی مولوی محمد عرفان صاحب نے مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کو لکھا تھا کہ:۔

"مسئلہ افغانستان میں آپ کی روش اور طریقۂ کار معقول نہیں۔ ہماری ذاتی اطلاعات یہ ہیں کہ افغانستان میں سوائے چند نوجوانوں کے ایک متنفس بھی نہیں جو شاہ امان اللہ خان کی حکمت عملی سے موافق ہو۔ یہ مسئلہ کسی ایک گروہ کی بغاوت کا نہیں ہے بلکہ تمام عمالِ حکومت، وزراء اور تقریباً ساری پبلک کی مخالفت کا ہے"۔ (ص۱۲۰)

ظاہر ہے کہ شاہ امان اللہ خان نے جو رویہ اختیار کیا تھا اس پر سارا ملک نالاں تھا۔ امان اللہ خان کا انجام اپنے اندر بہت بڑی عبرت رکھتا ہے۔

(۵)

جماعت احمدیہ اور لدھیانہ کی شاہی مسجد

مؤلف کتاب لکھتے ہیں کہ:۔

"۱۹۲۶ء میں شاہی مسجد پر قادیانیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس پر شہر میں بہت ہنگامہ ہوا۔ فروٹ مرچنٹ کے تاجر جو اس مسجد کے نگران تھے انہوں نے قادیانیوں کو نکال کر اس مسجد کی تولیت رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن کے سپرد کی"۔ (ص۱۳۱)

یہ مسجد جائز طور پر جماعت احمدیہ کی مسجد تھی مگر احراری ہنگامہ آرائی کا نتیجہ تھا کہ اس مسجد کی تولیت پر احرار نے قبضہ کر لیا پھر اس مسجد سے کیا کام لیا جاتا رہا اور اس کا کیا انجام ہوا خود مؤلف کتاب کے الفاظ میں پڑھیئے:۔

"افسوس کہ آج ۱۹۴۷ء میں اسی شاہی مسجد کو جو ۲۶ جنوری ۱۹۲۹ء کی یوم آزادی کی یادگار بھی گرا کر اس پر گوردوارہ تعمیر کر دیا گیا ہے۔ ۱۹۴۷ء تک یہ مسجد کانگرس کے جلسوں کا مرکز بنی رہی۔ تمام کانگریسی تحریک کے کام اسی مسجد میں ہوتے رہے لیکن انگریز کو اس مسجد کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ ہو سکی"۔ (ص۱۳۰)

کیا ان حالات میں مسجدوں کی مظلومیت اپنوں اور بیگانوں کے ہاتھوں عیاں نہیں؟ کیا جماعت احمدیہ سے یہ مسجد اسی لئے چھینی گئی تھی کہ اس میں ذکر الٰہی کی بجائے کانگرس کے کام ہوں اور آخر اسے گوردوارہ بنا دیا جائے؟ حیف صد حیف۔

اخبار "تنظیم اہلحدیث" کا اعتراف و عذرِ گناہ

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ ہم نے الفرقان کی اشاعت (جولائی ۱۹۶۱ء) میں "ادبی و مذہبی سرقہ کی ایک حیرت انگیز مثال" کے عنوان سے لکھا تھا کہ:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پرانی موحدانہ نظم مطبوعہ الفضل ۱۳ جنوری ۱۹۲۸ء کو اہلحدیثوں کے اخبار "تنظیم اہلحدیث" لاہور کے تازہ پرچہ مورخہ ۳۰ جون ۱۹۶۱ء میں صفحہ اول پر جلی طور پر شائع کیا گیا ہے۔ بعض اشعار میں بھونڈا تغیر کیا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کا ذکر تک نہیں کیا گیا بلکہ ندیم شاعر کے نام سے نظم کو منسوب کیا گیا ہے قارئین ملاحظہ فرما کر فتویٰ دیں"۔

اِس نوٹ کے جواب میں "تنظیم اہلحدیث" لاہور کی تازہ اشاعت میں جناب حافظ عبد القادر صاحب روپڑی نے لکھا ہے کہ:-

"ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث ۳۰ جولائی (نہیں بلکہ جون ناقل) ۱۹۶۱ صفحہ اول پر جو نظم شائع ہوئی تھی وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ہے ایک نوآموز شاعر ندیم نے اسکے بعض مصرعوں میں معمولی سا تغیر کرتے ہوئے اسے اپنے نام سے دفتر تنظیم اہلحدیث میں بھیجدیا اور مدیر تنظیم کی اتفاقیہ غیر حاضری میں یہ قادیانی نظم تنظیم اہلحدیث میں چھپ گئی۔ اس نظم کا تنظیم اہلحدیث میں شائع ہونا اور غیر کی طرف منسوب ہو جانا' دونوں امر ہمارے لئے باعث افسوس ہیں۔ ادبی اور معنوی اعتبار سے اس نظم کی حیثیت اور پوزیشن کیا ہے اِس بحث کی یہاں چنداں ضرورت نہیں۔ بہرحال کسی کے کلام کو اپنی طرف منسوب کرنا خلافِ انصاف ہے۔ اِس نظم کے اس طرح شائع ہونے پر مرزائیوں نے اپنے نرالے انداز میں بہت کچھ لکھا ہے چنانچہ ماہنامہ الفرقان ربوہ بابت ماہ جولائی ۱۹۶۱ء اور روزنامہ الفضل ۵ جولائی ۱۹۶۱ء ہمارے سامنے ہیں۔ ان کا مناسب جواب ہم نے بذریعہ ڈاک "الفرقان" ربوہ کو برائے اشاعت بھیج دیا ہے وہ اسے شائع کریں نہ کریں ان کی مرضی ــــــ مرزائیوں کا اس موقعہ پر بولنا تو قرین قیاس ہے لیکن مولانا احمد علی کی سرپرستی میں شائع ہونیوالے لاہور کے دیوبندی آرگن ہفت روزہ "ترجمان اسلام" پر سخت حیرانی ہوئی اس نے بھی اس پر بہت کچھ لکھنے کی تکلیف فرمائی"۔

(تنظیم اہلحدیث ۱۱ اگست ۱۹۶۱ء)

الفرقان:- آج ۱۴ اگست تک ہمیں تنظیم اہلحدیث کا وہ "مناسب جواب" موصول نہیں ہوا جس کا ذکر سطور بالا میں ہے ورنہ "مناسب جواب" کو شائع کرنے میں ہمیں کوئی عذر نہ ہوتا۔

اب بھی ہم نے اُوپر پورا اقتباس درج کر دیا ہے۔ ہم حافظ عبد القادر صاحب روپڑی کے اِس اعتراف کے لئے بہرحال شکر گزار ہیں۔ اگرچہ دل چاہتا ہے کہ جب انہوں نے ندیم صاحب کی ناجائز کارروائی کا اعتراف کرنا ہی تھا تو زیادہ شریفانہ طور پر کرتے اور طنز یہ عادت کو کم ازکم اِس موقعہ پر تو ترک کر دیتے۔ خیر ع

فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست

ہر قسم کی امراض کے علاج کے متعلق لٹریچر مفت حاصل کریں!

- آئے دن پیدا ہونے والی شدید امراض
- بچوں کی کمزوری سوکھا پن اور اسہال (دست) وغیرہ
- زنانہ امراض مثلاً لیکوریا اور خاص ایام کی تکالیف
- ہر قسم کی مردانہ امراض
- نیز حیوانات کی مہلک امراض

کے علاج کے متعلق پمفلٹ مفت حاصل کریں!

نوٹ:۔ ہماری ادویات چونکہ بے ضرر ہوتی ہیں اسلئے ہر شخص ان ادویات کی خرید وفروخت بلا روک ٹوک کر سکتا ہے نرخنامہ اور شرائط کاروبار خط لکھ کر طلب فرماویں۔ ایجنٹ صاحبان کو معقول کمیشن دیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ

شکریہ اعانت

اُن تمام دوستوں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے جو کسی کسی رنگ میں رسالہ کی اشاعت بڑھانے میں کوشش کرتے یا اس کی اعانت فرماتے ہیں۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب قادیان نے تین درویشوں کے نام رسالہ جاری کرایا ہے۔ جزاھا اللہ خیراً۔

(مینجر)

اپنی پسندیدہ کتابیں و رسائل منگوانے کے لئے ہماری خدمات حاصل کیجئے!

ارشد سنز

بک سیلرز — و — سبسکرپشن ایجنٹس

۷۔ کبیر اسٹریٹ اُردو بازار لاہور ۲

ضروری اعلان

الفرقان کا آئندہ شمارہ یعنی خاص نمبر دسمبر کی بجائے ۲۵ ستمبر کو پوسٹ ہوگا۔ خریدار اصحاب مطلع رہیں۔

(مینجر)

معمولی سی بات

بالکل معمولی سی بات ہے مگر بعض خریدار حضرات دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر تحریر نہیں فرماتے جس کی وجہ سے ان کے ارشاد کی تعمیل میں بلا وجہ تاخیر ہو جاتی ہے۔ براہ کرم اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور تحریر فرمایا کریں۔

(مینجر الفرقان ربوہ)

الفِردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفِردوس

۸۵ - انارکلی - لاہور

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے بے نظیر تحفہ

نوری کاجل

- آنکھوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
- نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔
- آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے۔
- آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے۔
- خارش، پانی بہنا، بھیگی اور ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔

بوقتِ ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں۔
قیمت فی شیشی عہ علاوہ محصولڈاک و پیکنگ۔

دِماغی

دل و دماغ کے لئے بہترین ٹانک دماغی محنت کرنیوالے طلباء، وکلاء، پروفیسرز، ججز وغیرہ کے لئے بہت راحت و آرام کا موجب ہوتی ہیں۔ اسی طرح کثرت کار یا تفکرات یا پریشانی کی وجہ سے جن لوگوں کے دل و دماغ کمزور ہو گئے ہوں، سر میں گرانی اور درد ہو، گردن اور کندھوں میں درد رہتا ہو ان کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ ہیں۔ ان کا استعمال آپ کی کارکردگی میں اضافہ اور آپ کی طبیعت میں بشاشت پیدا کرے گا۔ انشاء اللہ۔

ایک گولی صبح بعد ناشتہ، ایک دوپہر ایک شام، بعد غذا ہمراہ آب۔

قیمت فی شیشی ۳۰ گولی پانچ روپے ؛

تیار کردہ

خورشید یونانی دواخانہ۔ گولبازار ربوہ

حیاتِ طیبہ مصنفہ جناب شیخ عبدالقادر صاحب فاضل نومسلم مکتبہ الفرقان ربوہ سے طلب فرمائیں۔ قیمت مجلد ساڑھے ... علاوہ محصولڈاک

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے انذاری اعلانات!

(از جناب مولوی مصلح الدین صاحب بنگالی بی۔اے مشرقی پاکستان)

آج سے ربع صدی قبل جبکہ لوگ دینی لحاظ سے تنزّل کی انتہاہ گہرائیوں پر سرگرداں اور مختلف قسم کے توہمات میں مبتلا تھے، خدا تعالیٰ کی پرستش کی بجائے اپنے خود ساختہ بتوں کی پُوجا میں مصروف تھے مسلمانوں کا ایمان بالخصوص ثریّا پر جا چکا تھا۔ چاروں طرف فسق و فجور اور عیش و عشرت کا دَور دَورہ تھا، غرضیکہ جب دنیا میں ایک عجیب ہنگامہ تھا عین اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور سرزمینِ قادیان سے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے ایک آواز بلند ہوئی۔ یہ آواز خدا تعالیٰ کی آواز تھی جو ہمیشہ نبی اور رسول کے ذریعہ دنیا میں آیا کرتی ہے اس آواز میں شانتی اور امن کا پیغام تھا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے پریم کی اس بانسری سے محبت کے سریلے گیت گائے۔ بھٹکے ہوئے انسانوں کو توحید کی طرف بلایا۔ خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے انسانوں کو بیداری کا پیغام دیا۔ سست اور غافل انسانوں کو آئندہ ہونے والے بھیانک واقعات سے چوکنّا کیا۔ آپ نے لوگوں کو جہاں اسلام کی عظیم الشان فتوحات کی نوید دی وہاں آپ نے دنیا میں آئندہ برپا ہونے والے تباہ کن واقعات کا بھی اعلان فرمایا جو کہ اپنے وقت پر خارق عادت طور پر پورے ہونے والے تھے۔ ہر نبی اپنے وقت میں ایسی پیشگوئیاں فرماتا رہا ہے۔

انبیاء کی ایسی پیشگوئیاں اپنے اندر بہت بڑی حکمت رکھتی ہیں۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ آخر ان پیشگوئیوں یعنی وحیِ الٰہی سے اطلاع پاکر پوشیدہ امور اور آنے والے واقعات کی قبل از وقت خبر دینے سے کیا غرض ہوتی ہے اور ان کے کیا فائدے ہیں۔

پیشگوئیوں سے دو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ان کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ ان سے خدا کے رسولوں اور نبیوں کی صداقت معلوم ہوتی ہے۔ جب بھی دنیا میں بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے کوئی انسان کھڑا ہوا ہے اس نے ہمیشہ یہ دعویٰ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اس بات کا ثبوت کہ درحقیقت خدا خود اس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اسی نے اس کو اصلاحِ نفس کے لئے مبعوث کیا ہے پیشگوئی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ غیب کی خبر انبیاء پر ظاہر کرتا ہے جو انسان کی طاقت سے بالا تر ہوتی ہیں اور جب خدا تعالیٰ کے کلام پر مشتمل پیشگوئیاں پوری ہو جاتی ہیں تو یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان سے ہمکلام ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی اور ایسی ہستی نہیں جو پوشیدہ باتوں کی قبل از وقت خبر دے سکے۔ پس پیشگوئیوں کا ایک بڑا بھاری فائدہ یہ ہے کہ ان کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے رسولوں کی سچائی ثابت ہوتی ہے۔

دوسرا فائدہ پیشگوئیوں سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ

ان کے ذریعہ نہ صرف خدا تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں کی صداقت ظاہر ہوتی ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات کا یقینی علم حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنا وجود اور اپنی صفات انسانوں پر ظاہر کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اپنے بعض مقدس بندوں کو چن لیتا ہے اور اُن سے اس طرح ہمکلام ہوتا ہے جس طرح ایک انسان دوسرے انسان سے ہمکلام ہوتا ہے اور ان پر غیب کے پوشیدہ راز کھولتا ہے۔ اور جب انسان ان عظیم الشان واقعات کو حیرت انگیز طور پر پورے ہوتے دیکھتا ہے تو اس کا دل ہستی باری تعالیٰ پر پورے وثوق کے ساتھ یقین کرنے لگ جاتا ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام بھی اِس زمانہ کے مامور من اللہ تھے۔ آپ نے برآواز بلند فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس زمانہ میں بنی نوع انسان کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان سے بھی ہمکلام ہوا اور وحی کے ذریعہ سے غیب کے پوشیدہ راز کھولے جن کی آپ نے قبل از وقت خبر دیدی۔ اور یہ انذاری پیشگوئیاں آپ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

(الف) "دیکھو آج میں نے بتلا دیا۔ زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کرے گا وہ پکڑا جائے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ جو میرا قہر زمین پر اُترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی ہے۔ پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جس کی پہلے نبیوں نے بھی خبر دی تھی۔ مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا کہ یہ سب باتیں اس کی طرف سے ہیں میری طرف سے نہیں ہیں۔ کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جائیں۔ کاش میں ان کی نظر میں کاذب نہ ٹھہرتا تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی ..... ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کر دے گا۔ نادان بدقسمت کہے گا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں۔ ہائے وہ کیوں اس قدر سوتا ہے آفتاب تو نکلنے کو ہے۔ جب خدا تعالیٰ اس وحی کے الفاظ میرے پر نازل کر چکا تو ایک روح کی آواز میرے کان میں پڑی جو کوئی ناپاک روح تھی۔ اور میں نے اس کو یہ کہتے سُنا کہ

میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔

انسان کا کیا حرج ہے اگر وہ فسق و فجور چھوڑ دے۔ کونسا اس میں اس کا نقصان ہے۔ اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔ آگ لگ چکی ہے۔ اُٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔"

(الانذار ۱۹ اپریل ۱۹۰۵ء)

(ب) "حوادث کے بارہ میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائے گی اور زلزلے آئیں گے اور شدت سے آئیں گے اور قیامت کا نمونہ ہوں گے اور زمین کو تہ و بالا کر دیں گے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائیگی۔ پھر وہ جو توبہ کریں گے اور گناہوں سے دستکش ہو جائیں گے خدا اُن پر رحم کریگا۔"

(الوصیت)

(ج) "یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ امریکہ میں زلزلے آئے۔ ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہو گی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند پرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہو گی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملیگا۔
...... یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔
اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶ و صفحہ ۲۵۷)

بھائیو! اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان عظیم الشان پیشگوئیوں پر غور کریں جن میں آپ نے آئندہ دنیا میں رونما ہونے والے عذاب، طوفان اور زلزلوں کی خبر دی ہے تو صاف معلوم ہو گا کہ یہ باتیں آج کس حیرت انگیز طور پر پوری ہو رہی ہیں اور یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ در حقیقت وہ شخص ایک صادق عظیم الشان نبی تھا۔ جس نے آج سے ساٹھ سال پہلے کھلے الفاظ میں آنے والے مصائب و آفات کا نقشہ کھینچا —— تاریخ دان خوب جانتے ہیں کہ ان عذابوں اور زلزلوں کا سلسلہ اٹھارھویں صدی کے آخری دور سے شروع ہوتا ہے جبکہ حضرت مرزا صاحب نے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ کچھ واقعات تو آپ کے زمانہ میں ہی پورے ہوئے اور کچھ ابھی تک پورے ہو رہے

ہیں جن کی تفصیل تو بہت لمبی ہے مگر ایک مختصر سا خاکہ طالبِ حق کے لئے پیش خدمت ہے :-

۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کو وہ خوفناک زلزلہ آیا جو اہلِ پنجاب کو اب تک نہیں بھولا - خاص طور پر وادیٔ کانگڑہ زیروزبر ہوگئی تھی - اس میں تیس ہزار آدمی ہلاک ہوئے، اور جو زخمی ہوئے ان کی تعداد اس سے بہت زیادہ تھی - گاؤں کے گاؤں اس طرح مٹ گئے کہ ان کا نام ونشان نہ رہا - اس زلزلہ کے بارے میں اخبار کیول امرت نے لکھا :-

"بالجملہ یہ زلزلہ اس قدر ہولناک اور
مہیب تھا کہ اسے قیامت صغریٰ کہنا
کچھ مبالغہ نہ ہوگا - لوگوں کو عموماً یہی یقین
آگیا کہ بس قیامت آہی گئی -"

۱۹۰۶ء میں بھی بہت سے ہولناک حادثات دنیا میں رونما ہوئے تھے -

۱۹۰۷ء میں جمیکا میں زبردست بھونچال آیا - اس بھونچال نے شہر کنگسٹن کو بالکل مسمار و منہدم کر دیا جس میں دو ہزار کے قریب نفوس موت کا شکار ہوئے -

اسی سال ایک اور زبردست زلزلہ جزائر ایسٹ انڈیز میں آیا جس نے جزیرہ سماٹا کو اس طرح تباہ کیا کہ وہ صفحۂ ہستی سے تقریباً مٹ ہی گیا -

پھر اسی سال روس کے علاقہ باکو میں بھی شدید خوفناک زلزلہ کا دھکا آتا رہا - ان حوادث کے متعلق اس زمانے میں اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے جو رائے دی وہ درج ذیل ہے :-

"حال ۱۹۰۶ء میں جو اسی قسم کے غیر معمولی
حادثات (یعنی زلزلے) پے در پے واقع
ہوئے، پھر ان کے بعد اتنی جلدی جمیکا میں
یہ تباہ کن زلزلہ آیا اس سے ہر شخص کو یہی
خیال پیدا ہوتا ہے کہ زمین کا پرانا چھلکا
یا اس کی سطح بالائی اب بالکل بودی اور
غیر محفوظ ہوگئی ہے - پہاڑوں کی آتش فشانی
اور ان لگاتار بھونچالوں سے صاف
عیاں ہوتا ہے کہ کرۂ ارض کی حالت قابلِ
اطمینان نہیں رہی - چنانچہ علم زلازل کے
ایک ممتاز ماہر کے دل پر ان مسلسل اور
کثیر التعداد زلزلوں کا .... ایسا
گہرا اثر ہوا کہ اس نے ان حوادث کا
نام ہی "زمین کی بے چینی" رکھ دیا ہے -
بقول فرانسیسیوں کے یہ ایک اضطراب
کی حالت ہے لیکن ...... کچھ بھید
نہیں چلتا کہ زمین کو ایسی بے چینی اور تڑپ
کیوں ہے ؟"

۱۹۰۸ء ۲۸ر دسمبر کو قصبات مسینا اور ریجیو ڈی کالبریا پر زلزلہ آیا جو صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹ گئے - دو لاکھ سے زیادہ نفوس اس زلزلہ میں ہلاک ہوئے -

۱۹۱۲ء میں ایک سخت زلزلہ آیا جس نے ایشیائے کوچک کے قصبات "عشرہ" اور "بردو" کا کچھ حصہ تباہ کر دیا -

۱۹۱۳ء میں ہی جزیرہ سماٹرا میں بھی ایک شدید زلزلہ آیا جس میں بہت سے آدمی ہلاک ہوئے -

۱۹۱۵ء میں وسط جنوری میں ایک سخت زلزلہ اٹلی میں آیا - جو مسینا کے زلزلہ سے بھی زیادہ شدید تھا - بہت تباہی اور بربادی آئی -

— اس کے علاوہ طاعون جیسی وبائی بیماری نے ملک میں ایسی تباہی ڈھائی کہ چوبیس لاکھ انسان آٹھ سال میں ہلاک ہو گئے -

۱۹۰۷ء میں گیارہ لاکھ ۶۶ ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔
۱۹۰۸ء میں ایک لاکھ تین ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔
۱۹۰۹ء میں ایک لاکھ ۴۱ ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔
۱۹۱۲ء میں ایک لاکھ چھ ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔
۱۹۱۱ء میں آٹھ لاکھ چھیالیس ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔
۱۹۱۳ء میں دو لاکھ سترہ ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔
۱۹۳۴ء میں ۱۵ جنوری کو بہار میں قیامت خیز زلزلہ آیا۔ لاکھوں انسان خاک میں مدفون ہو گئے۔ چاروں طرف ایک عجیب دہشت طاری تھی۔
۱۹۳۵ء میں کوئٹہ میں زلزلہ آیا۔ اس زلزلہ سے جو تباہی و بربادی ہوئی اس کی نظیر بھی دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

غرضیکہ بیسویں صدی کے آغاز سے دنیا میں کچھ ایسے خطرناک آفات و مصائب نازل ہو رہے ہیں کہ انکے تصور سے انسان کانپنے لگتا ہے۔ دنیا کی تاریخ میں مصائب کے ایسے ہجوم کی نظیر نہیں ملتی۔ آجکل کی مصیبتیں اپنی شدت اور سختی میں اور اپنی وسعت اور کثرت میں اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ یہ آفات کبھی تباہ کن جنگوں کی صورت میں نازل ہو رہی ہیں اور کبھی ہیبت ناک زلزلوں کی صورت میں، کبھی مہلک بیماریاں اور وبائیں ہیں اور کبھی قحط کا دیو نازل ہوتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ طوفان اور طغیانی اور رنگ برنگ کے حوادث کا سلسلہ جاری ہے۔ نہ خشکی پر امن ہے اور نہ تری پر۔ ہر طرف مصائب نے اپنا دامن پھیلایا ہوا ہے، ہر ملک میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔

اس کے علاوہ گزشتہ دو عالمگیر جنگوں سے دنیا میں جو تباہی و بربادی آئی اور دنیا کو جن مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس کے تصور سے انسان کے دل پر ہولناک دھکا لگتا ہے۔ ان جنگوں میں انسان کو ہلاک و برباد کرنے کے لئے جو آلاتِ حرب استعمال کئے گئے تھے وہ بھی بالکل نرالے تھے۔ نرالی قسم کی توپیں اور نرالی قسم کے گولے اور بمب بارش کی طرح انسانوں پر برسائے جاتے تھے اور ہوائی جہازوں کے ذریعے سے آسمان سے گولیوں کی بوچھاڑ ہوتی تھی۔ اس طرح ہزاروں آبادیاں ویران ہو گئیں اور بڑے بڑے سرسبز و شاداب مرغزار نذرِ آتش ہو گئے۔ چنانچہ ایک نامہ نگار ان تباہ کن حالات کے مشاہدہ کے بعد لکھتا ہے کہ:-

"مکانات کو جلے ہوئے دیکھنا ایک افسوسناک نظارہ تھا۔ سینکڑوں میل تک سبز گھاس یا سبز درخت کا نام و نشان نہ تھا۔ صرف خاکستر، جلے ہوئے درخت اور جھاڑیاں اور دیہات اور شہروں کے کھنڈرات نظر آتے۔"

پھر مسٹر لائڈ جارج وزیر انگلستان نے بھی اپنی ایک تقریر میں پہلی عالمگیر جنگ کو ایک زلزلہ سے ہی تشبیہہ دی۔ چنانچہ انہوں نے کہا:-

"یہ ایک زلزلہ ہے جو یورپ کی زندگی کی چٹان کو اکھیڑ رہا ہے۔ یہ ان بھونچالوں میں سے ایک بھونچال ہے جس میں قومیں یک لخت یا تو کئی صدیاں پیچھے جا پڑتی ہیں یا کئی صدیاں آگے۔ اس وقت قواعد یا رواج کی بحث فضول ہے۔ یہ ایک زلزلہ ہے کوئی کھیل کی بات نہیں۔"

پھر ایٹم بم کے استعمال سے سرزمین ہیروشیما نے جو قیامت خیز تباہی دیکھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں تقریباً ستر ہزار لوگ ایک لمحہ میں لقمۂ اجل ہو گئے تھے۔ فلک بوس عالیشان عمارتیں ایک ہی جنبش میں خاک کا ڈھیر ہو گئیں۔ نہ معلوم ان جنگوں سے کتنی مائیں بیوہ ہوئیں اور کتنے

معصوم بچے یتیم ہوئے اور کتنے جگر گوشے لاپتہ ہوئے۔ لاکھوں لوگ مکھیوں کی طرح مرے اور انسانی لاشوں کی وہ بے حرمتی ہوئی کہ زمانہ جاہلیت میں بھی اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ خوبصورت اور خوشنما وادیاں ایک ہولناک قبرستان میں تبدیل ہو گئیں۔ قتل و غارت سے خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ چنانچہ ایک اور نامہ نگار ان دہشت ناک واقعات کا جائزہ لینے کے بعد لکھتا ہے:-

> "زلزلے، آگ، طوفان، طغیانی اور ناگہانی آفات جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہو رہی ہیں بآوازِ بلند اس بات کا اعلان کر رہی ہیں کہ دنیا پر خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہو رہا ہے۔"

نامہ نگار نے ان حادثات کو جو عذاب الٰہی قرار دیا ہے واقعی ٹھیک ہے۔ کیونکہ یہ عذاب ایک مرسل کے آنے کے بعد دنیا میں نازل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝

یعنی ہم عام طور پر قوموں پر عذاب نازل نہیں کرتے جب تک کہ کسی رسول کو مبعوث نہ کریں۔

چنانچہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوئے اور یہ عذاب دنیا میں اس رنگ میں آئے جس رنگ میں حضرت مرزا صاحب نے انذاری پیشگوئیاں کی تھیں۔ آنکھیں رکھنے والوں کیلئے ایک ہی نشان کافی ہے۔ ان جنگوں اور زلزلوں کے علاوہ گزشتہ چند سالوں میں تو اتنے قیامت خیز طوفان اور سیلاب آئے کہ ان کے تباہ کن مناظر سے انسانی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

پنجاب، بنگال، آسام، چین و تبت میں جو تباہ کن سیلاب آئے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ۱۹۵۴ء میں بنگال کا سیلاب طوفان نوح کا نمونہ پیش کرتا تھا۔ جانی نقصان تو کم ہوا تھا لیکن لاکھوں مویشی غرق ہو گئے۔ بے شمار مکانات مسمار ہو گئے تھے۔ فصل بالکل برباد ہو گئی تھی۔ پھر حال ہی میں مشرقی پاکستان میں جو پے در پے دو ہولناک طوفان آئے وہ احاطۂ قلم سے باہر ہیں۔ خاص طور پر اہلِ چٹاگانگ نے تو وہ تباہی اور بربادی دیکھی، کہ شاید اس نے اپنی تاریخ میں نہ دیکھی ہو گی۔ ہزار ہا جانیں تلف ہوئیں اور کئی آبادیاں ویران ہوئیں۔ ایک دہشت ناک منظر تھا، بالکل قہرِ الٰہی تھا۔

طوفانوں کا یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے —— چاروں طرف ایک بے چینی کا عالم طاری ہے —— آخر یہ کیوں؟ —— کیا خدا تعالیٰ ان کا دشمن ہے ..... نہیں —— نہیں —— دشمن نہیں ہے۔ ہاں ہمارا خدا، اس جہان کا مالک و قادر خدا انسانوں سے خفا ضرور ہے۔ آج آسمان کے نیچے روئے زمین میں وہ مکروہ کام کئے جا رہے ہیں جن سے انسانیت شرمندہ ہے۔ اس کی زمین بدیوں سے بھرپور ہے۔ خدا تعالیٰ کے خلاف ایک بغاوت ہے۔ اس کی ہستی سے انکار ہے۔ اس کا وقار لوگوں کے دلوں سے مفقود ہے۔ لوگ گناہوں اور نافرمانیوں میں ملوث ہیں۔ شیطانی خیالات کا دور دورہ ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ کب تک خاموش رہتا۔ اس کی غیرت کا یہ تقاضا تھا کہ وہ اپنے وجود کو دنیا میں ظاہر کرے اور اپنی قوت و طاقت کے کرشمے سے لوگوں کو بیدار کرے۔ یہ ناگہانی مصائب و آفات دراصل قدرت کے وہ خفیف تھپیڑے ہیں جو انسانوں کو بیدار کرنے کے لئے آیا کرتے ہیں لیکن غافل انسان اپنی نادانی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی آواز کی طرف توجہ نہیں دیتا —— ہمارے زندہ خدا نے اپنے مسیح پاک علیہ السلام کی زبانی کیا ہی سچ

فرمایا ہے :-
"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن
(حضرت مسیح موعودؑ)

یہ دَورِ پُر آشوب!

(مکرم جناب عبد السلام صاحب اختر ایم۔ اے)

یہ دَورِ پُر آشوب۔ یہ غم خانۂ ظلمات
معبُود! فقط ایک سہارا ہے — تیری ذات!

ترشے ہوئے اصنام ہیں بھٹکے ہوئے اوہام
بگڑے ہوئے افکار ہیں بدلے ہوئے حالات!

کس موج کے بل پہ ہے رواں طبعِ زمانہ!
کس سمت بہے جاتے ہیں انساں کے خیالات!

اے خالقِ کونین یہ کیا حشر بپا ہے
جذبات میں طوفان ہے۔ طوفان میں جذبات!

کس شے کو کہوں آج میں تسکینِ غمِ دل
صُوفی کی کرامات۔ کہ سالک کے مقامات!

کہتا ہوں باندازِ دگر رازِ حقیقت
"شاید کہ کسی دل میں اُتر جائے مری بات!"

بے ضبط نشہ ہو پھسل جاتا ہے انساں
"احساسِ مروّت کو کچل دیتے ہیں آلات!"

حاصلِ مطالعہ

{ اس عنوان کے ماتحت احباب اپنے مطالعہ کے مفید حوالہ جات ارسال کرتے ہیں جو شکریہ کے ساتھ درج رسالہ ہوتے ہیں۔ یہ حوالہ جات سلسلہ وار شائع ہو رہے ہیں آپ بھی حصہ لیکر ممنون فرمائیں ـــــ (ایڈیٹر) }

(۱۲)

جہاد بالقلم بھی جہاد ہے

مولوی محمد شفیع الدین صاحب نیرؔ استاد ماڈرن سکول نئی دہلی "غازی" کے عنوان سے رسالہ "پیام تعلیم" دہلی سالگرہ نمبر نومبر و دسمبر ۱۹۳۹ء میں صفحہ ۱۹۲ پر لکھتے ہیں ؎

نیرؔ کا قلب بھی اسی وقت شاد ہو
راہِ خدا میں نوکِ قلم سے جہاد ہو

(۱۳)

لفظِ خاتم النبیین کے حقیقی معنی و استعمال کی ایک مثال

لسان الہند حضرت مولانا عزیز لکھنوی مرحوم و مغفور کا غیر مطبوعہ کلام "تخمیس بر غزل غالبؔ" ماہنامہ "پاسبان" چنڈی گڑھ ماہ جون ۱۹۶۱ء صفحہ ۱۹ پر شائع ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہے ؎

ہے مُلکِ شاعری کو ہمیں سے شرف اسدؔ
خاتم کو جس طرح ہو نگیں سے شرف اسدؔ

(مسعود احمد انیس قادیان)

(۱۴)

حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ

پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم بھارت اپنی کتاب "Glimpses of World History" میں لکھتے ہیں:-

"حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ عظیم شخصیتیں تھیں جنہوں نے عربی اور اسلامی عظمت کی بنیادیں استوار کیں بحیثیت خلیفہ کے وہ مذہبی اور سیاسی لیڈر تھے۔ باوجود اپنے بلند مقام اور ترقی کرنے والی سلطنت کے مالک ہونے کے وہ نہایت سادہ طریق پر زندگی بسر کرتے رہے اور انہوں نے تعیش اور شان و شوکہ کے طریق کو کبھی پسند اور برداشت نہ کیا۔ اسلامی جمہوریت ان کے لئے ایک زندہ اور قابلِ عمل چیز تھی ...... وہ اس بات کو محسوس کرتے تھے کہ ان کی طاقت سادہ اور درست طریق پر رہنے سے ہے اور اگر عرب ایرانی اور رومی درباروں کی تعیشات کے خوگر ہو جائیں گے تو ان میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا اور وہ گر جائیں گے۔"

(صفحہ ۱۴۴، صفحہ ۱۴۵)

برکات احمد راجیکی
بی۔اے
قادیان

ایک اہم سوال کا جواب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذبحِ اسمٰعیلؑ کے متعلق رؤیا کب اور کہاں دکھائی گئی؟

{ذیل میں مکرم قریشی مختار احمد صاحب ایم۔ اے لکھنؤ کے ایک سوال کا جواب درج کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں صاحب علم دوستوں کو بھی اپنے خیالات کے اظہار کے لئے عام دعوت دی جاتی ہے (ایڈیٹر)}

مکرمی جناب قریشی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے اپنے گرامی نامہ مرقومہ ۱۲/۷ میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رؤیا کے متعلق استفسار فرمایا ہے کہ:۔

(الف) "دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا اپنی رؤیا کو ظاہری رنگ میں پورا کرنے سے پیشتر حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ کو مکہ کی غیر آباد بستی میں چھوڑ آئے تھے یا خواب کو ظاہری رنگ میں پہلے پورا کرنا چاہا اور مکہ میں حضرت اسمٰعیلؑ کو اللہ تعالیٰ کی تفہیم کے ماتحت بعد کو چھوڑ کر آئے؟"

(ب) "خاکسار کی تحریر کا لب لباب یہ ہے کہ جب رؤیا کا مفہوم اس کے پورا ہونے سے ظاہر ہو گیا تو پھر اس کو ظاہری رنگ میں اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف پورا کرنے کی کوشش کرنا ایک عبث فعل ہو جاتا ہے جو نبی کی شان کے خلاف ہے"

درحقیقت **اصل سوال** یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ رؤیا کب اور کہاں دیکھا تھا؟ سو **ایک نظریہ** اس بارے میں یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے یہ رؤیا **فلسطین** میں دیکھا تھا اور اس وقت حضرت اسمٰعیلؑ کی عمر ۱۲ سال کی ہو گی۔ انہوں نے اسے ظاہری طور پر جاتے عمل پہنانا چاہا مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے روک دیا اور اشارۃً بتایا کہ حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبح کرنے سے مراد ان کا وادی غیر ذی زرع میں چھوڑنا ہے جس پر آپ چند دن بعد میں عمل کریں گے۔ چنانچہ اسی حکم کے ماتحت حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ہاجرہؓ کو حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کے مقام پر چھوڑا تھا۔

دوسرا نظریہ یہ ہے کہ یہ رؤیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کی تکمیل کے بعد مکہ میں دیکھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کے خاص حکم اور ایک غیر معمولی امتحان کی تعمیل میں لبیک کہتے ہوئے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو بے آب و گیاہ جنگل میں چھوڑ دیا تھا اور اس وقت حضرت اسمٰعیلؑ ابھی شیر خوار بچے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ بعد ازاں گاہے گاہے وہاں آتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ اذن الٰہی سے حضرت اسمٰعیلؑ کو جبکہ وہ کام میں حصہ لینے کے قابل ہو گئے تھے ساتھ لیکر انہوں نے **بیت اللہ** کی تعمیر کی۔ اسی موقعہ پر یہ خواب آئی تاکہ اللہ تعالیٰ دنیا سے انسانی قربانی کی رسم کو جو معابد وغیرہ پر کی جاتی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ سے بند کرا دے۔ خواب کی تعمیل میں باپ بیٹا قربانی کے لئے پوری طرح تیار ہو گئے مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے روک کر فرمایا کہ اصل قربانی یعنی بے آب و گیاہ جنگل میں

اسمٰعیلؑ کو چھوڑنا یہ تو آپ پہلے کر چکے ہیں اب بھی آباد کر دی ہے اب تو اس رؤیا کا اور مقصد ہے۔

اس نظریہ کی تفصیل ذیل میں مطالعہ فرمائیں——

عرض ہے کہ یہ تو سورۃ الصافات کی آیات (۱۰۲-۱۰۷) سے واضح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس رؤیا کا ذکر حضرت اسمٰعیلؑ سے اس وقت کیا ہے جب وہ فلمّا بلغ معہ السعی کے مصداق بن چکے تھے۔ اس موقعہ پر یا بنیّ انّی اریٰ فی المنام انّی اذبحک کا اندازِ بیان بتاتا ہے کہ یہ رؤیا عین اسی وقت کی ہے کوئی پرانی رؤیا نہیں تھی جسے اب ذکر کیا جا رہا ہے۔

سورۃ بقرہ کی آیت واذ ابتلیٰ ابراھیم ربّہ بکلماتٍ فاتمّھنّ قال انّی جاعلک للنّاس اماماً۔ قال ومن ذرّیتی قال لاینالُ عھدی الظالمین سے ظاہر ہے کہ بعض اہم اور مشکل امتحانات میں کامیاب ہونے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو امامت سے سرفراز فرمایا اور ساتھ ہی اس سلسلہ امامت کو ان کی نیک ذرّیت میں جاری رکھنے کا وعدہ کیا۔ حضرت ابراہیمؑ کی تاریخ سے ثابت ہے کہ طوعی اور اختیاری قربانی کے لحاظ سے ان کا اپنی چہیتی نیک بیوی کو اور اپنی امیدوں کے آماجگاہ خاص بشارتوں سے پیدا ہونے والے ہونہار فرزند اسمٰعیلؑ کو بے آب وگیاہ صحرا میں چھوڑ دینا سب سے بڑا امتحان تھا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ اقدام بجز صریح وحی الٰہی کے نہیں ہو سکتا۔ حضرت ہاجرہؓ کے پوچھنے پر انہوں نے بتلا بھی دیا تھا کہ ہاں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کر رہا ہوں۔" قالت لہٗ آاللّٰہ الذی امرک بھذا قال نعم" جس پر اس صدیقہ ہاجرہ علیہا السلام نے یقین بھرے دل سے کہا اذاً لا یضیّعنا کہ پھر اللہ ہمیں ضائع نہیں ہونے دیگا۔ (بخاری کتاب بدء الخلق، مترجم پارہ تیرھواں مطبوعہ لاہور صفحہ ۶۵)

پس آیت واذ ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمات میں سب سے بڑا ابتلاء جسے حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے برداشت کیا وہ حضرت ابراہیمؑ کا اپنے بچے اور اپنی بیوی کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آنا تھا۔ گویا حضرت ابراہیمؑ نے یہ اقدام بھی خاص وحی ربانی کے ماتحت کیا تھا اور خدا کے حکم کی تعمیل میں ہی یہ سب کچھ ہوا تھا۔

حضرت ابراہیمؑ کو معلوم تھا کہ یہ بے آباد مقام جو آج بنجر زمین کی شکل میں نظر آ رہا ہے وہی مقام ہے جہاں خدا تعالیٰ کا ابتدائی گھر جسے ایک دن ساری دنیا کا قبلہ بننا ہے موجود تھا۔ گو اب اس کے آثار ناپید ہو چکے ہیں اسی لئے انہوں نے اپنے بچے اور اپنی بیوی کو وہاں چھوڑتے ہوئے دعا کی اور کہا ربّ انّی اسکنتُ من ذرّیتی بوادٍ غیر ذی زرع عند بیتک المحرّم ربّنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃً من النّاس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلّھم یشکرون (ابراہیم ۳۷) کہ اے میرے رب! میں اپنی اولاد کو اس ویران وادی میں تیرے عزت والے گھر کے پاس آباد کر رہا ہوں تا یہ نمازوں کے پابند ہوں۔ تو لوگوں کے دلوں میں انکی محبت ڈال اور ان کی طرف میلان پیدا کر اور انہیں انواع و اقسام کے پھلوں سے رزق دے تا یہ شکر کرتے رہیں۔"

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے خود حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیلؑ کو ساتھ ملا کر دونوں باپ بیٹے نے بیت اللہ کی بنیادوں کو استوار کیا اور اسے پھر کامل گھر کی صورت

میں تعمیر کیا۔ ارشادِ خداوندی ہے واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمٰعیل ربّنا تقبّل منّا انّک انت السمیع العلیم (البقرہ ع ۱۵)
اس وقت کو یاد کرو جب اس گھر کی بنیادوں کو ابراہیم اور اسمٰعیلؑ اونچا کرتے ہوئے دعا مانگ رہے تھے کہ اے خدا! تو ہماری اس محنت اور قربانی کو قبول فرما تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ پہلا اہم کام جس میں نونہال اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امداد کی اور ان کا ہاتھ بٹایا وہ تعمیر خانہ کعبہ ہے۔ بخاری شریف میں لکھا ہے:۔

ثم جاء بعد ذلک و اسمٰعیل یبری نبلاً له تحت دوحة قریباً من زمزم فلما رآه قام الیه فصنعا کما یصنع الوالد بالولد والولد بالوالد ثم قال یا اسمٰعیل انّ الله امرنی بامر قال فاصنع ما امرک ربّک قال وتعیننی قال و اعینک قال فان الله امرنی ان ابنی ھٰھنا بیتًا و اشار الیٰ اکمة مرتفعة علیٰ ما حولها قال فعند ذلک رفعا القواعد من البیت فجعل اسمٰعیل یأتی بالحجارة وابراھیم یبنی حتی اذا ارتفع البناء جاء بهذا الحجر فوضعه له فقام علیه وھو یبنی و اسمٰعیل یناوله الحجارة وھما یقولان ربّنا تقبّل منّا انّک انت السمیع العلیم (بخاری کتاب بدء الخلق)

ترجمہ۔ پھر ایک مرتبہ جب حضرت ابراہیمؑ (مکہ میں) آئے تو اس وقت حضرت اسمٰعیلؑ زمزم کے قریب، درخت کے نیچے تیر درست کر رہے تھے۔ جب انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر دونوں اسی طرح پیار و محبت سے ملے جس طرح باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے ملتا ہے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اے اسمٰعیل! مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک کام پر مامور کیا ہے انہوں نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے امر کی تعمیل کریں۔ ابراہیمؑ نے فرمایا کہ آپ اس کام میں میری مدد کریں گے؟ انہوں نے عرض کی کہ ضرور مدد کروں گا۔ تب حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ وہ جو ٹیلہ اردگرد کی زمین سے ذرا اونچا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس جگہ بیت اللہ کی تعمیر کروں۔ اسی وقت دونوں نے بیت اللہ کی بنیادیں استوار کرنا شروع کر دیں۔ حضرت اسمٰعیلؑ پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ مکان بناتے تھے۔ یہاں تک کہ جب دیوار اونچی ہو گئی تو حضرت اسمٰعیلؑ مقامِ ابراہیمؑ والا پتھر لائے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ دیوار بناتے تھے اور حضرت اسمٰعیلؑ انہیں پتھر پکڑاتے جاتے تھے اور دونوں یہ دعا مانگ رہے تھے۔ "ربّنا تقبّل منّا انّک انت السمیع العلیم"۔

میرے نزدیک حضرت اسمٰعیلؑ کی اسی ابتدائی خاص کارکردگی کی طرف ہی اللہ تعالیٰ نے اشارہ کرتے ہوئے

فرمایا ہے فلما بلغ معه السعی یعنی جب وہ اپنے باپ کے ساتھ اس کے مقصد کو پورا کرتے ہوئے اس خاص کارنامہ کو سرانجام دے چکے اور خدا کے عالمی گھر کی تعمیر باپ اور بیٹے کے مقدس ہاتھوں سے پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی تو اس موقع پر حضرت ابراہیمؑ کو رؤیا دکھایا گیا اور انہوں نے اس کا ذکر حضرت اسمٰعیلؑ سے کیا۔

حضرت ابراہیمؑ سے پہلے قوموں میں انسانی قربانی کا رواج تھا۔ خاص طور پر معابد کی تکمیل پر انسانوں کو ذبح کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اس غلط رسم کو دور کرے اور یہ ایسا ہی تھا کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں متبنیٰ بنانے کا عام رواج تھا خداوند تعالیٰ اس غلط رواج کو باطل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہونے دیا کہ حضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کو اپنا متبنیٰ بنا لیا اور اس کا باقاعدہ اعلان کر دیا۔ لیکن بعد ازاں جب حضرت زینبؓ کو حضرت زیدؓ نے طلاق دیدی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو حکم دیا کہ آپ حضرت زینبؓ سے شادی کریں۔ چنانچہ آپؐ نے شادی کر لی لوگوں نے اعتراض کیا کہ اپنی مطلقہ بہو سے شادی کر لی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب میں اعلان فرمایا۔ ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم کہ جب آپ کسی بالغ مرد کے باپ ہی نہیں تو اپنی بہو سے شادی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ باقی رہا متبنیٰ بنانا سو وما جعل ادعیاءکم ابناءکم۔ یہ ایک غلط رسم تھی ہم اس رسولؐ کے ذریعہ اسے باطل کرتے ہیں۔ یہ سارا واقعہ عملی طور پر اس رسم کے قلع قمع کے لئے ہوا تھا۔ اسی مثال کے مطابق سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ انسانی قربانی کی اس غلط رسم کو ختم کرنا چاہتا تھا جو قوموں میں رائج تھی (انسائیکلو پیڈیا) سو یوں ہوا کہ تعمیرِ کعبہ کے فوراً بعد حضرت ابراہیمؑ نے رؤیا دیکھا کہ اپنے اکلوتے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کو قربان کر رہے ہیں۔ عام حالات کے مطابق انہوں نے اس رؤیا کو اپنی محنت کے ٹھکانے لگنے کی علامت سمجھا اور اس کے ظاہر پر عمل کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔ ہونہار فرزند نے جو آج تک خدا کے سایہ تلے پلتا آیا تھا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے عجیب در عجیب نظارے دیکھے تھے بلا تامل آمادگی کا اظہار کر دیا اور فوراً ذبح ہونے کے لئے تیار ہو گیا۔ گویا باپ اپنی نسل کو ختم کرنے کے لئے تیار ہے اور بیٹا خود راہِ خدا میں بے نام و نشان ہو جانے پر مستعد ہے۔ جب سب طرح تیاری ہو چکی تو خدائے ذوالجلال نے فرمایا یا ابراهیم قد صدقت الرؤیا۔ جس کے دو معنے ہو سکتے ہیں (۱) کہ آپ تو اسمٰعیلؑ کو بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ کر پہلے ہی ذبح کر چکے ہیں اور یہ رؤیا اس طرح پوری ہو گئی ہے (۲) آپ نے جب ذبحِ اسمٰعیلؑ پر پوری آمادگی کر دی تو آپ کامیاب ہو گئے اور آپ نے خواب کو سچا کر دکھایا۔ گویا اتنا ہی امتحان مطلوب تھا۔ اب آئندہ سے انسانی قربانی کا یہ سلسلہ ختم ہوتا ہے۔ جسمانی قربانی صرف جانوروں کی ہوا کرے گی اور یہ سلسلۂ قربانی جو ابراہیمی اور اسمٰعیلی قربانی کی یادگار ہوگا ہمیشہ جاری رہے گا وفدیناہ بذبحٍ عظیم (الصافات ۱۰۷)

اس عظیم الشان قربانی کی قبولیت کے ایک پہلو کا ذکر اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ یوں فرمایا ہے۔ واذ بوّأنا لابراهیم مکان البیت ان لا تشرك بی شیئًا وطهّر بیتی للطائفین والقائمین والرکّع السجود۔ واذّن فی الناس بالحجّ یأتوك رجالًا وعلیٰ کلّ ضامرٍ یأتین من کلّ فجٍّ عمیقٍ۔ لیشهدوا

مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ۔ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔

(الحج : ۲۶-۲۹) کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو بیت اللہ کا نشان دیکر اس کے استوار کرنے کی ہم نے توفیق دیدی تو انہیں توحید پر قائم رہنے اور بیت اللہ کا طواف کرنے والوں، عبادت کرنے والوں اور رکوع و سجود بجالانے والوں کے لئے پاک رکھنے کا حکم دیا۔ نیز کہا کہ آپ لوگوں میں حج بیت اللہ کے لئے آنے کا اعلان کریں۔ لوگ پاپیادہ اور دُور دراز گہرے راستوں سے اونٹوں کو لاغر کرتے ہوئے یہاں آیا کریں گے تا وہ یہاں آکر روحانی فوائد حاصل کریں اور مقررہ ایام میں خدا کے دیئے ہوئے جانوروں پر خدا کا نام لے کر ان کی قربانی کریں۔ پھر تم ان قربانیوں میں سے خود بھی کھا سکتے ہو اور محتاجوں اور تنگدستوں کو بھی کھلاؤ۔ اِس جگہ حج کے لئے آکر اپنے گناہوں کی مَیل کو دُور کرو اور اپنی نذروں کو پورا کرو اور اس پُرانے اور آزاد گھر کا طواف کرو"

گویا یہ گھر ہمیشہ کے لئے حج اور طواف کا مقام رہیگا اور یہاں پر وفدیناہ بذبح عظیم کے مطابق ہر سال ہزارہا قربانیاں ہوتی رہیں گی۔

حضرت ابراہیمؑ کی عظیم الشان قربانی کی قبولیت کے دوسرے پہلو کا ذکر اس مقبول دعا میں ہے جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے مشترکہ طور پر کی تھی اور وہ یہ ہے :-

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ
مِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ
وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا
إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا
مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَ
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ۔ (البقرۃ : ۱۲۸-۱۲۹)

اے ہمارے خدا! ہم دونوں کو ہمیشہ اپنے فرمانبردار رکھیو اور ہماری نسل میں بھی ایک گروہ ہمیشہ تیرا خاص اطاعت گزار رہے اور تو ہم پر دائمی طور پر نظرِ رحمت رکھیو تو بہت تواب اور رحیم ہے۔ اے ہمارے رب! ہماری اولاد میں اپنا عظیم ترین رسول مبعوث فرمائیو جو ان پر تیری آیات پڑھے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک و مطہر کرے تو بہت غالب، حکمت والا ہے۔"

اِن آیات سے ظاہر ہے کہ نسل اسمٰعیلؑ کے لئے دائمی برکتوں کا وعدہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی انہیں بشارت دی گئی ہے۔ ہمارا خدا کتنا عجیب اور محسن خدا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ علیہما السلام نے اس کے ابدی گھر کو تعمیر کیا تا اس کا نام باقی رہے اور باپ اور بیٹے نے اپنے لئے اس کی راہ میں موت و فنا کو قبول کر لیا تو اس محسن خدا نے فرمایا کہ مَیں اب تم کو دائمی زندگی بخشوں گا، اپنی برکتوں سے نوازوں گا۔ وہ اسمٰعیلؑ جو ذبح ہو جانے کے لئے تیار ہے اس کی نسل بے شمار ہو گی اور عظیم ترین آسمانی فضلوں کی وارث ہو گی اور ہمیشہ روحانی زندگی کے چشمہ سے پیئے گی اور ان میں ہی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں گے۔

گویا اللہ تعالیٰ نے تعمیرِ کعبہ اور ذبح اسمٰعیلؑ پر حضرت ابراہیمؑ سے دو عظیم انعامات کا وعدہ فرمایا۔ اوّل یہ کہ کعبہ ہمیشہ مرجعِ خلائق ہوگا اور اسمٰعیلی ذبیحہ کی یادگار ابد الآباد تک یہاں پر قائم کی جائے گی اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے پر گواہ رہے گی۔ سورہ مائدہ میں فرمایا جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للنّاس والشھر الحرام والھدی و القلائد ذٰلک لتعلموا انّ اللہ یعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض و انّ اللہ بکلّ شیءٍ علیم ۝ (المائدہ: ۹۷) گویا کعبہ کا حج اور قربانیاں تاقیامت جاری رہیں گی۔ دوم، دوسرا وعدہ یہ فرمایا کہ نسلِ اسمٰعیلؑ اللہ تعالیٰ کے دائمی وعدوں کی حامل ہوگی اور ان میں ہمیشہ کے لئے سلسلۂ نبوت قائم رہے گا اور دائمی شریعت انہیں دی جائے گی۔ اس جگہ یہ ایک عجیب ماجرا قابلِ ذکر ہے کہ ابراہیمی وعدوں کے پانے کے لئے بائبل میں جو ظاہری علامت مقرر تھی اور جس کے متعلق خدا نے فرمایا تھا کہ "یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے" (پیدائش $\frac{17}{11}$) یعنی ختنہ کا عہد۔ بنی اسرائیل بالخصوص نصاریٰ نے اس نشان کو مٹا دیا اور اس سے منحرف ہو گئے لیکن نسلِ اسمٰعیل میں وہ نشان قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔

ہمارے مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں عیاں ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبح کرنے کے متعلق حضرت ابراہیمؑ کو جو رؤیا دکھایا گیا وہ تعمیرِ کعبہ کے موقعہ پر مکہ میں دکھایا گیا اور وہاں پر ہی اس کی تعمیل ہوئی۔ حقیقی تعمیل یعنی اسمٰعیلؑ کا اس بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑا جانا اس کی بھی عملی تعمیل اسی مقام پر ہوئی تھی اور حقیقی تعمیل اور تعبیر کو نہ جاننے کے باعث، ظاہری تعمیل کے لئے باپ بیٹے کی پوری آمادگی بھی اسی مقام منیٰ پر ہوئی جہاں ہر سال ہزاروں لاکھوں قربانیاں زبانِ حال سے اسمٰعیلی قربانی کی تعبیر پیش کر رہی ہیں۔

صورتِ بالا میں سائل کا سوال خود بخود حل ہو جاتا ہے اور حضرت ابراہیمؑ کے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے خلاف کسی کام کے کرنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

بالآخر میں چاہتا ہوں کہ اس بات کی بھی صراحت کر دوں کہ حضرت اسمٰعیلؑ اور سیدہ حضرت ہاجرہ علیہما السلام کو جب وادیٔ مکہ میں چھوڑا گیا تھا تو اس وقت حضرت اسمٰعیلؑ کی عمر کتنی تھی؟ یاد رہے کہ اس بارے میں صحیح البخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے نہایت واضح طور پر اور بار بار مروی ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ اس وقت شیر خوار بچے تھے۔ حضرت ہاجرہؓ ان کو دودھ پلاتی تھیں۔ مشکیزہ کا پانی پیتے رہنے تک ان کے پستانوں میں دودھ آتا رہا اور اسمٰعیلؑ دودھ پیتے رہے لیکن جب مشکیزہ کا پانی ختم ہوا تو دودھ رُک گیا اور اسمٰعیلؑ کی حالت غیر ہو گئی۔ وجعلت امّ اسمٰعیل ترضع اسمٰعیل وتشرب من ذٰلک الماء حتّٰی اذا نفد ما فی السقاء عطشت وعطش ابنھا وجعلت تنظر الیہ یتلوی۔ حضرت ہاجرہؓ اسمٰعیلؑ کی یہ نازک حالت نہ دیکھ سکیں اور صفا و مروہ کے سات چکر کاٹے تا کوئی آدمی آتا جاتا نظر پڑے۔ پھر چشمۂ زمزم کا پانی خاص قدرتِ خداوندی سے پھوٹ پڑا۔ حضرت ہاجرہؓ اس پانی سے پیتی تھیں اور بچے کو دودھ پلاتی تھیں۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب یزفون النسلان فی المشی پارہ تیرہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس واقعۂ ابتلاء کا ان الفاظ ذکر فرمایا ہے:۔

"دیکھو حضرت ابراہیمؑ کا ابتلاء کہ بچے

اور اس کی ماں کو کنعان سے دور لے جاؤ۔ وہ اپنے عیال کو وہاں لے گئے جہاں اب مکہ واقع ہے۔ ایسی جگہ جہاں نہ دانہ تھا نہ پانی۔ وہاں پہنچ کر کہا کہ اے اللہ! میں اپنی ذریت کو ایسی جگہ چھوڑتا ہوں جہاں دانہ پانی نہیں ہے ..... غرض ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ کچھ مختصر سا پانی اور تھوڑی سی کھجوریں لے کر چلے گئے اور چھوڑ کر آ گئے۔ چند روز بعد نہ دانہ رہا نہ پانی رہا تو اسمٰعیل مرنے لگے۔ اس وقت ماں نے نہ چاہا کہ میں اس کی موت دیکھ سکوں۔ چند مرتبہ اِدھر اُدھر دوڑیں کہ شاید کوئی قافلہ آتا ہو۔ دُور جا کر ٹیلے پر چڑھ کر چیخنے لگیں۔ اب وہ وقت تھا کہ ایک ہی بچہ تھا اور آپ خاوند سے الگ تھیں گویا بیوہ ہی کی طرح تھیں۔ آگے بچہ پیدا ہونے کی امید نہیں تھی۔ چیخنے لگیں۔ اس وقت فرشتہ نے آواز دی کہ ہاجرہ ہاجرہ۔ اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا۔ پھر دیکھا کہ بچے کے اِدھر اُدھر پانی رواں ہو رہا ہے۔ گویا مُردہ زندہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر پانی روکا نہ جاتا تو تمام دنیا میں بہ نکلتا۔" (الانذار صفحہ ۱۸-۱۸۱)

بائیبل کے بیان میں اس جگہ شدید اختلاف ہے۔ ایک طرف تو بائیبل یہ کہتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ چھیاسی برس کے تھے جب حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے اور ان کی سو برس کی عمر تھی جب حضرت اسحاقؑ کی ولادت ہوئی اور اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو گھر سے نکال دیا۔ گویا اس وقت حضرت اسمٰعیلؑ کی عمر ۱۵-۱۴ سال کی تھی مگر دوسری طرف اسی بائیبل میں لکھا ہے کہ:-

"تب ابرہام نے صبح سویرے اُٹھ کر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی اور ہاجرہ کو اس کے کندھے پر دھر کر دی اور اس لڑکے کو بھی اور اسے رخصت کیا۔ وہ روانہ ہوئی اور بیر سبع کے بیابان میں بھٹکتی پھرتی تھی۔ اور جب مشک کا پانی چک گیا تب اس نے اس لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا اور آپ اس کے سامنے ایک تیر کے ٹپے پر دُور جا بیٹھی۔ کیونکہ اس نے کہا میں لڑکے کا مرنا نہ دیکھوں۔ سو وہ سامنے بیٹھی اور چلا چلا کے روئی۔ تب خدا نے اس لڑکے کی آواز سُنی اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا کہ اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہوا؟ مت ڈر کہ اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سُنی۔ اُٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال۔ کہ میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ پھر خدا نے اس کی آنکھیں کھولیں اور اس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور جا کر اس مشک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا۔" (پیدائش $\frac{۲۱}{۱۵-۲۰}$)

اِن عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ اُس وقت بچے ہی تھے تب ہی تو حضرت ہاجرہؑ نے "اس لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا" اور تب ہی تو

فرشتے نے حضرت ہاجرہؑ کو حکم دیا کہ "اُٹھ اور لڑکے کو اُٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال۔" نیز لڑکے کو حضرت ہاجرہؑ کے پانی پلانے سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ہنوز بچے تھے۔

پس بائیبل کا وہی بیان درست ہے جو دیگر ثابت شدہ روایات و بیانات کے مطابق ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی عمر وادیٔ غیر ذی زرع میں آنے کے وقت بہت چھوٹی تھی اور آپ بالکل بچے تھے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مندرجہ بالا سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذبحِ اسمٰعیلؑ کے متعلق جو رؤیا دکھایا گیا وہ مکہ میں تعمیر کعبہ کے وقت دکھایا گیا تھا۔ اس لئے یہ اعتراض درست نہیں کہ نبی نے تعبیر معلوم ہونے کے باوجود خلافِ منشاءِ الٰہی کام کرنے کی کوشش کی۔ ھٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔

ابو العطاء جالندھری

نایاب کتابیں

۱۔ مناظرہ بہت پورا :- نہایت مفید اور قابلِ مطالعہ تحریری مناظرہ ہے جو شیعہ مناظر جناب مولوی مرزا محمد یوسف صاحب فاضل اور احمدی مناظر جناب مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری فاضل کے درمیان اختلافی مسائل کے متعلق ہوا تھا۔ اس کی صرف آخری تین کاپیاں دستیاب ہوئی ہیں انہیں مجلد کرا لیا گیا ہے۔ فی کاپی تین روپے علاوہ محصولڈاک مل سکتی ہیں۔

۲۔ سلسلہ احمدیہ :- یہ لطیف اور جامع تصنیف حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے فرمائی تھی جو اب یہاں نایاب ہے۔ اس کا صرف ایک مجلد نسخہ ہمارے ہاں موجود ہے۔ قیمت علاوہ محصولڈاک پانچ روپے۔

مینجر مکتبہ الفرقان ربوہ

خوفِ گلچیں نہیں خطرۂ صیّاد نہیں

(جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری درویش قادیان)

دل وہ بیکار ہے جس دل میں تری یاد نہیں
گھر وہ ویران ہے جس میں کوئی آباد نہیں

ایسے گلزار میں ہے اپنا نشیمن جس میں
خوفِ گلچیں نہیں خطرۂ صیّاد نہیں

سنّت اللہ ہے کہ آتے ہیں ہمیشہ مُرسَل
یہ کوئی مہدیٔ معہود کی ایجاد نہیں

جب ملے تم کو وہ ہادی تو مرا کہنا سلام
کیا یہ محبوبِ خداوند کا ارشاد نہیں

یوں تو کہنے کو مسلمان بہت ہیں لیکن
ان میں وہ کون ہے جو مائلِ الحاد نہیں

جب مسلم نے وہ رکھے ہیں عقیدے اپنے
جن کی اسلام میں ہے کوئی بھی بنیاد نہیں

احمدیت کے سوا آج مسلمانوں کی
سُننے والا کوئی اس دہر میں فریاد نہیں

ایک تحقیقی مقالہ

مصر کے آثارِ قدیمہ سے

حضرت مسیح علیہ السلام کے ۱۱۴ اقوال کا انکشاف!

ہجرت کا واضح ذکر

(از جناب شیخ عبد القادر صاحب۔ چوبرجی پارک۔ لاہور)

۱۹۴۵ء میں بالائی مصر کے ضلع ناگ حمادی کے کسان اپنے کھیتوں کے لئے کھاد جمع کر رہے تھے ایک قدیم خانقاہ کے کھنڈرات ان کے قدموں کے نیچے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک پرانی قبر میں جو کہ چونے کی چٹانوں میں کھود کر بنائی گئی تھی ایک مٹی کا برتن رکھا ہے۔ اس مٹکے کو کھولا گیا تو اس میں کاغذوں پر قبطی زبان میں لکھے ہوئے صحائف پائے گئے۔ یہ صحیفے جو کہ تعداد میں ۴۹ تھے تیرہ چرمی جلدوں میں مجلد تھے۔ کسانوں کو بھلا کیا علم تھا کہ ایک بیش بہا ادبی اور علمی خزانہ کے مدفن پر وہ کھڑے ہیں۔ انہوں نے ایک صحیفہ کو دیا سلائی دکھا کر اپنے لئے چائے تیار کی اور باقی صحیفے بعد میں کوڑیوں کے مول بیچ دیئے۔

یہ صحیفے جب مصر کے قبطی میوزیم میں پہنچے تو پہلی دفعہ ان کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوا۔ وہاں انکشاف ہوا کہ یہ صحائف جو کہ قدیم قبطی زبان اور رسم الخط میں ہیں اُن ابتدائی عیسائیوں کی لائبریری کا سرمایہ ہیں جو باطنی فرقہ سے تعلق رکھتے یعنی Gnostic تھے۔ چرچ کے نزدیک یہ لوگ پکے ملحد تھے۔ تیسری یا چوتھی صدی میں انہوں نے اپنے مقدس صحائف کا یونانی سے قبطی زبان میں ترجمہ کیا۔ ترجمہ کے لئے ۱۵۰ عیسوی تک کے صحیفے اُن کے سامنے تھے۔ اس طرح یہ انکشاف قبطی ترجمہ کے واسطہ سے دوسری صدی کے نصف اوّل تک ہمیں پیچھے لے جاتا ہے۔

تیرہ چرمی جلدوں کے بعض خاص صحائف کی تفصیل درج ذیل ہے:-

۱- حضرت مسیح کے ۱۱۴ اقوال پر مشتمل توما حواری کی مرتب کردہ انجیل۔
۲- یوحنا حواری کی کتاب الاسرار۔
۳- روایات میتھیاس
۴- یعقوب حواری کا مکتوب۔
۵- دوسی تھیوس کا مکاشفہ

فی الحال حضرت مسیح کے ۱۱۴ اقوال شائع ہوئے ہیں۔ یہ صحیفہ محققین کے نزدیک بہت بڑی اہمیت کا حامل اور نہایت قابلِ قدر دستاویز ہے۔

قرونِ اولیٰ سے حضرت مسیح کے مجموعہ کلمات کا عیسائی دنیا کو علم تھا جسے یونانی میں لوگیا کہتے تھے۔ آبائے کلیسیا نے لوگیا کے چند کلمات کا ذکر کیا ہے لیکن لوگیا کا نسخہ ناپید تھا۔ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ موجودہ اناجیل کا بنیادی ڈھانچہ لوگیا سے تیار ہوا ہے ۱۸۹۷ء اور ۱۹۰۳ء میں یونانی

لوگیا کے چند اقوال پر مشتمل تین اوراق مصر سے ملے تھے لیکن لوگیا کی سب سے بڑی دستاویز قبطی زبان میں اب ملی کہ کلماتِ مسیح کا اتنا بڑا مجموعہ اس سے قبل دیکھنے میں نہ آیا تھا۔

یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ یونانی لوگیا کے ایک نسخہ سے جو کہ ۱۴۰ عیسوی میں لکھا گیا تھا قبطی زبان کا مذکورہ نسخہ تیار ہوا ہے۔

انجیلی روایات کی ترمیم و اصلاح یا وضاحت کے پیشِ نظر قبطی لوگیا ایک نہایت قیمتی اور قدیم دستاویز ہے۔

قبطی زبان سے انگریزی ترجمہ دنیا کے پانچ بہترین محققین نے کیا ہے جو ابتدائی عیسائیوں کی تاریخ اور قبطی و عبرانی زبان کے ماہر ہیں۔

یہ ترجمہ ۱۹۵۹ء میں The Gospel According to Thomas کے نام سے شائع ہوا۔ قبطی انجیل کے شروع میں لکھا ہے:۔

"یہ وہ اسرار ہیں جو کہ ہمارے زندہ (آقا)
یسوع نے ارشاد فرمائے اور یہودا توما
نے انہیں تحریر کیا۔ یسوع نے کہا جو شخص ان
الفاظ کی معنوی حقیقت پائے گا وہ موت
کا مزا نہ چکھے گا۔"

قبطی انجیل کے اقوال کو ہم چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:۔

۱۔ وہ اقوال جو کہ بلفظہٖ اناجیل اربعہ میں بھی آئے اور ان سے ملتے ہیں۔
۲۔ وہ اقوال جو کہ اناجیل اربعہ سے مختلف ہیں۔
۳۔ وہ اقوال جو کہ اناجیل اربعہ میں مذکور نہیں، لیکن قرونِ اولیٰ میں آبائے کلیسیا نے ان کا ذکر کیا ہے۔
۴۔ حضرت مسیح کے وہ کلمات جو کہ آج تک نامعلوم تھے اور جن کا علم پہلی دفعہ قبطی لوگیا کے اس نسخہ سے ہوا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگیا کے جس صحیفہ سے قبطی ترجمہ ہوا وہ اپنی ابتدا کے لحاظ سے اُن یہودی نسل کے عیسائیوں کا ہے جو توحید پر قائم اور پولوس کی تعلیمات کے خلاف تھے۔ اور مقدس یعقوب کو حضرت مسیح کا جانشین سمجھتے تھے۔

قبطی انجیل کے اقوال کے پس منظر میں حضرت مسیح کی مادری زبان آرامی اور مذہبی زبان عبرانی کی جھلک نمایاں ہے۔ ان کا اسلوبِ بیان سامی ہے اور اس میں حضرت مسیح کو ایک انسان اور رسول کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

یہ بھی مانا جاتا ہے کہ ان اقوال کی صورت میں عبرانی نسل کے ابتدائی عیسائیوں کی گم شدہ "انجیل عبرانیہ" یا "مصری انجیل" کے مندرجات مل جاتے ہیں۔ قرونِ اولیٰ میں ان اناجیل کی موجودگی کا ذکر چرچ ہسٹری میں ملتا ہے۔ انجیل کا یہ نیا صحیفہ آج قاہرہ قدیم کے عجائب خانہ قبطیہ کی زینت ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ اس انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ہجرت کا بالکل واضح الفاظ میں ذکر ہے۔ بارھواں قول درج ذیل ہے:۔

"The disciples said to Jesus: We know that thou wilt go away from us. Who is it who shall be great over us?

Jesus said to them: Wherever you have come, you will go to James, the righteous for whose sake heaven and earth came into being."

"شاگردوں نے حضرت مسیحؑ سے کہا کہ ہم
جانتے ہیں کہ آپ ہمیں چھوڑ کر چلے جائینگے
آپ کے بعد ہمارا سردار کون ہوگا ؟
حضرت مسیحؑ نے ان کو کہا کہ خواہ تم کہیں
سے بھی آئے ہو تمہیں یعقوب کی طرف رجوع
کرنا ہوگا جو کہ "الصادق" ہے - اور
اس پایہ کا مردِ مومن ہے کہ جس کی خاطر زمین
و آسمان بنائے گئے"

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بھائی یعقوب جو کہ "یعقوب صادق" کے نام سے یہود و نصاریٰ میں معروف تھے - واقعہ صلیب کے بعد یروشلم میں ابتدائی عیسائیوں کے امیر تھے ۔ کمال درجہ زہد و اتقاء کے باعث یہودی بھی آپ کی بہت عزت کرتے تھے - آپ کا اکثر وقت ہیکل میں وعظ و نصیحت اور عبادت میں گزرتا - یہود آپ کی بندگی اور مقبولیت کے باعث مزاحم نہ ہوتے تھے - ۶۲ عیسوی میں بعض شرپسند یہودیوں نے ہیکل میں آپ کو شہید کر دیا - آپ کا مزار ہیکل کے قریب "قبر صدوق" کے نام سے مشہور تھا - وادیٔ قمران کے ایک غار سے تانبے کی تختیوں پر ہیکل کے خزانوں کی تفاصیل ملی ہیں - ان میں "قبر صدوق" کا ذکر ہے[2] جان مارکو الیگرو نے حال میں ثابت کیا ہے کہ یہ مزار مقدس یعقوب کا ہے۔

نئے عہد نامہ میں مقدس یعقوب کا ایک خط بھی شامل ہے - یہ خط بھی ابتدائی عیسائیوں کے عقائد کا آئینہ دار ہے -

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام فلسطین کو چھوڑ گئے اور ابتدائی عیسائی مقدس یعقوب کی نگرانی میں آ گئے - کم و بیش تیس سال تک کلیسائے یروشلم آپ کی امارت سے مستفیض ہوتی رہی -

حضرت مسیح علیہ السلام کی ہجرت کا ذکر اناجیل اربعہ میں کئی جگہ آیا ہے - ییل یونیورسٹی کے پروفیسر السنہ سامیہ چارلس کٹلر ٹوری نے اپنے ترجمہ اناجیل اربعہ میں یہ تحقیق پیش کی ہے کہ انجیل یوحنا میں جہاں یہ ذکر ہے کہ :-

"میں زمین سے اونچے پر چڑھایا جاؤں گا"
(۱۲ / ۳۴ - ۳۲)

وہاں حضرت مسیحؑ نے آرامی زبان کا ایک ایسا لفظ بولا تھا جس کے معنے اوپر اٹھائے جانے اور چلے جانے کے ہوتے ہیں - پروفیسر موصوف نے اس مقام پر جو نوٹ دیا ہے[3] وہ درج ذیل ہے :-

" آرامی لفظ جو کہ اوپر اٹھائے جانے
کے معنی دیتا ہے اکثر اوقات یہ لفظ ایک
جگہ سے دوسری جگہ پر جانے کے لئے استعمال
ہوتا ہے - اسی طرح لفظ " ارض " سے مراد
محاورہ میں فلسطین کی سرزمین ہے "

اس وضاحت کے پیشِ نظر آپ نے یوحنا ۱۲/۳۴ کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے :-

"How then do you say
that the son of Man
must go away."

یہودیوں نے یسوع کو کہا "پھر تو کیونکر کہتا
ہے کہ ابن آدم کے لئے ضروری ہے کہ وہ
(ارضِ فلسطین سے) چلا جائے "

---

[1] اس مضمون سے متعلق کتاب "صحائف قمران" مکتبہ الفرقان ربوہ سے طلب فرمائیں -

2. The Treasure of the Copper Scroll by John Marco Allegro P. 94 - 98

3. The four Gospels by Charles Cutler Torrey P. 214

پروفیسر چارلس کٹلر ٹوری کی تحقیق کی تصدیق قبطی انجیل سے ہوتی ہے۔ اس میں بھی "چلے جانے" کے لئے وہی قبطی لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی انگریزی میں go away کے کئے گئے۔ قبطی انجیل کے قول ۳۸ میں بھی ہجرت کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا:-

"There will be days when you will seek Me (and) you will not find Me."

وہ دن بھی آئیں گے کہ تم مجھے ڈھونڈو گے مگر نہ پاؤ گے۔"

قبطی انجیل سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ واقعۂ صلیب کے بعد حضرت مسیحؑ مخفی ہو گئے تھے۔ شاگردوں کو بھی آپ کے مقامِ رہائش کا علم نہیں تھا۔ قول ۲۴ میں ہے:-

"شاگردوں نے کہا کہ ہمیں وہ جگہ بتایئے جہاں آپ ہیں۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کی تلاش کریں۔"

قول ۳۷ میں ہے:-

"شاگردوں نے کہا آپ ہم پر کب ظاہر ہوں گے اور ہمیں آپ کب ملیں گے؟"

حضرت مسیحؑ ایسے سوالوں کے جواب نہیں دیتے تھے بلکہ دوسری باتیں کر کے ٹال دیتے تھے۔ قبطی انجیل کے بعض اقوال بہت دلچسپ ہیں۔ مثلاً فرمایا

"فریسیوں پر ہائے افسوس کیونکہ وہ اس کتے کی مانند ہیں جو کہ چرنی میں لیٹا ہوا ہو نہ وہ خود کھاتا ہے اور نہ جانور کو کھانے دیتا ہے۔"

انگریزی زبان کا محاورہ dog in manger ایسے موقعہ پر بولا جاتا ہے کہ کوئی چیز سے نہ خود فائدہ اٹھائے نہ دوسروں کو اٹھانے دے۔ اس محاورہ کی بنیاد شاید حضرت مسیحؑ کا مذکورہ قول ہے۔ نعماء روحانی کے متعلق ارشاد ہے:-

"میں تمہیں وہ چیز دیتا ہوں جسے نہ کبھی آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا نہ ہاتھوں نے چھوا اور نہ دل میں جس کا گزر ہوا۔"

یہودیوں کے متعلق فرمایا:-

"وہ درخت سے پیار کرتے ہیں لیکن اسکے پھل سے نفرت۔ یا پھل سے پیار کریں گے، لیکن درخت سے نفرت۔"

فریسیوں اور کاتبوں نے حکمت کی کلید کو حاصل کیا اور اسے چھپا دیا۔ وہ ان لوگوں کو جو بابِ حکمت میں داخل ہونے کی تمنا رکھتے ہیں داخل ہونے نہیں دیتے۔"

اگر وہ تم سے پوچھیں کہ تم کون ہو؟ تو جواب میں کہو کہ ہم خدا تعالیٰ کے فرزند ہیں اور زندہ خدا و تد باپ کے فرستادہ۔ اگر وہ تم سے دریافت کریں کہ تمہارے اندر تمہارے باپ کی کونسی نشانی ہے۔ انکو کہو کہ حرکت اور طمانیت و سکون۔"

یسوعؑ نے شاگردوں کو کہا:-

"مجھ سے مقابلہ کر کے مجھے بتلاؤ کہ میں کس کی مانند ہوں"

شمعون پطرس نے کہا:-

"آپ تو ایک راستباز فرشتہ ہیں۔"

متی نے کہا:-

"آپ ایک دانا اور حکیم انسان کی مانند ہیں۔"

توما نے کہا:-

"استاد! میرا منہ اس قابل نہیں کہ وہ بیان کر سکے کہ آپ کس کی مانند ہیں۔"

باقی تفاصیل کسی دوسرے مضمون میں بیان ہوں گی، انشاء اللہ۔

آل عمران ع

البَیَانُ

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ، مختصر اور مفید تفسیری حواشی کیساتھ

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ

اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا کہ تم مومنوں پر نازل شدہ (کتاب) پر

عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ

دن کے پہلے حصہ میں ایمان لانے کا اظہار کرو اور آخری حصہ دن میں اس کا انکار کردو شاید اس طرح مسلمان

يَرْجِعُوْنَ ○ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ

رجوع کرلیں ؎۱ ہاں تم اس ایمان کا اظہار ان لوگوں پر ہی کرو جو تمہارے دین کے تابع رہ چکے ہیں یا ان پر جو تمہارے دین سے متاثر

قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ

اے نبی! تو کہدے کہ اصل ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے (تم یہ حرکات اسلئے کررہے ہو) کہ کسی اور کو بھی ویسا انعام دیا گیا ہے جو

اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ

تمہیں دیا گیا تھا اور وہ تم پر دلیل کے رو سے خدا کے نزدیک غالب آجائیں گے۔ ؎۲ اے نبی! تو کہدے کہ فضل

تفسیر :- ؎۱ یہود اسلام کے خلاف ہر قسم کی سازشیں کرتے رہتے تھے۔ وہ مسلمانوں کو راہِ حق سے برگشتہ کرنے کے لئے ہر طرح اختیار کرتے تھے۔ روایات میں آیا ہے کہ بعض یہود نے مشورہ کیا کہ مسلمانوں کو اپنے مذہب کے بارے میں شک میں ڈالنے کے لئے یوں کیا جائے کہ یہودی علماء کی ایک جماعت صبح کے وقت اسلام لے آئے اور وہ دن بھر ادھر اُدھر لوگوں سے ملتے رہیں اور شام کو اعلان کردیں کہ ہم نے حقیقت کو پالیا ہے ہم نے اندر آکر دیکھ لیا ہے یہ تو سچا دین نہیں محض دنیاداری ہے۔ یہودیوں کا خیال تھا کہ اس طریق سے عوام پر یہ اثر پڑے گا کہ جب اتنے بڑے بڑے یہودی علماء اسلام لاکر ارتداد اختیار کرلیتے ہیں تو ضرور کوئی تو بات ہوگی تفسیر ابن جریر میں مروی ہے کہ عملاً بھی یہودی علماء کے ایک گروہ نے ایسا کیا تھا۔ مجاہد کہتے ہیں "یہود صلت مع محمد صلاۃ الصبح وکفروا آخر النہار مکراً منھم لیروا الناس ان قد بدت لھم منہ الضلالۃ بعد ان کانوا اتبعوہ" کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے صبح کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی اور شام کو مرتد ہوگئے تا لوگوں پر یہ ظاہر کریں کہ ہمیں آپ کی

بِيَدِ اللّٰهِ ج يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑی وسعتوں کا مالک اور خوب جاننے والا ہے۔

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

وہ اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے مخصوص کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑے فضلوں والا

الْعَظِيْمِ ۝ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ

ہے۔ اہل کتاب میں سے ایسے بھی ہیں کہ اگر تو اسے (سونے کا) ڈھیر بطور امانت سونپے تو

بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ج وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ

وہ تجھے بروقت واپس دے دے گا۔ اور ان میں سے ایسے بھی ہیں کہ اگر انہیں ایک دینار بھی بطور

بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ط

امانت دیا جائے تو تجھے واپس نہ کریں گے جب تک تو ہمیشہ ان کے سر پر نہ کھڑا رہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ج

یہ حالت اسلئے ہے کہ انہوں نے کہا کہ ان پڑھ لوگوں کے بارے میں ہم پر کوئی الزام نہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بَلٰى

وہ اللہ تعالیٰ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ

پیروی کرنے کے بعد آپ کا گمراہ ہونا معلوم ہو گیا ہے۔

یہ ناکارہ ادھجا ہتھیار منکرین ہر زمانے میں استعمال کرتے رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین نے بھی متعدد مرتبہ یہ طریق اختیار کیا ہے۔ کتنے ہی معاند علماء اسلئے مرکز سلسلہ میں آتے ہیں تا وہ واپس جا کر کہہ سکیں کہ ہم نے وہاں جا کر دیکھ لیا ہے یہ سلسلہ جھوٹا ہے، اس طرح وہ عوام پر غلط اثر ڈالنا چاہتے ہیں۔

ﷺ یہ بزدل یہودی علماء اس بات سے بھی ڈرتے تھے کہ کہیں ہمارے اظہار ایمان سے مسلمانوں کو تقویت حاصل نہ ہو جائے اور وہ اسے اپنی تبلیغ کا ذریعہ نہ بنا لیں۔ اسلئے یہ بھی مشورہ کرتے تھے کہ ان باتوں کا چرچا صرف اپنے ہمخیال لوگوں سے کرو۔ اس آیت کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں کو مسلمان بننے کے لئے بھیجا جاتا ہے ان کے متعلق خود یہودی علماء کو خطرہ ہے کہ کہیں یہ سچے مسلمان ہی نہ بن جائیں اور وہاں کے ہی ہو کر نہ رہ جائیں اسلئے تاکید کرتے ہیں کہ بات صرف انہی کی ماننا جو تمہارے مذہب کے مطابق بات یا عمل

مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ○

جو شخص اپنے عہد کو پورا کرتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ متقی لوگوں سے پیار کرتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا

یقیناً وہ لوگ جو اللہ سے کئے ہوئے عہد اور اپنی قسموں کے بدلہ میں تھوڑی قیمت (دنیا) حاصل کرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا

ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا نہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کا کلام کرے گا اور نہ

يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ص وَلَهُمْ

ان کی طرف قیامت کے دن شفقت کی نظر سے دیکھے گا اور نہ انہیں پاک قرار دے گا۔ ایسے لوگوں کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ

دردناک عذاب ہوگا۔ تحقیق ان میں سے ایک گروہ ایسے لوگوں کا ہے جو اپنی زبانوں کو

بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ج

کتاب کے لہجے میں پھیرتے ہیں تاکہ تم خیال کرو کہ یہ (ان کا اپنا کلام) کتاب الٰہی کا حصہ ہے حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ج وَ

وہ کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ ہرگز خدا کی طرف سے نہیں۔

کریں، دوسروں سے متاثر نہ ہوں۔

۵ آیت کا حصہ "ان یؤتیٰ احد مثل ما اوتیتم او یحاجوکم عند ربکم" آیا یہود کے مقولہ کا ہی جزو ہے یا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے جواب کا جزو ہے؟ مفسرین نے دونوں طور پر اس کی تفسیر کی ہے۔ یہود کے مقولہ کا جزو ہونے کی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ یہودی علماء اسلام کا اظہار کرنے والے افراد کو تلقین کرتے ہیں کہ یہودیت پر قائم رہیں اور اس عقیدہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں کہ جو نعمتیں یہود کو دی گئی ہیں وہ کسی اور قوم کو نہیں دی جاسکتیں کیونکہ اگر یہودی اس اعتقاد کو نہ مانیں اور خدا کی رحمتوں کے دروازوں کو دوسری قوموں کے لئے بھی کھلا ہوا تسلیم کرلیں تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کے لئے کیا وجہ جواز پیش کرسکتے تھے۔ اسلئے علماء اپنے اتباع کو کہتے ہیں کہ تم اسی خیال پر ڈٹے رہنا کہ یہود کے سوا سب قومیں نعماء ربانی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہیں ورنہ تو یہ مسلمانوں کی حجت قائم ہوجائے گی اور تم خدا کے نزدیک مجرم ٹھہرو گے۔

يَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○

وہ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں اور وہ خوب جانتے ہیں کہ[۴]

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ

کسی انسان کے لئے سزاوار نہیں کہ اللہ تعالےٰ اسے کتاب، حکمت یا بادشاہت،

وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي

اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے

مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ

بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ تم لوگ اللہ تعالےٰ کے پرستار بندے ہو کیونکہ تم دوسروں کو

الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ○ وَلَا يَأْمُرَكُمْ

کتاب سکھاتے ہو اور خود بھی اسے بار بار پڑھتے ہو[۵] وہ تمہیں ہرگز یہ حکم نہیں دے سکتا

أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ

کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو خدا قرار دو کیا وہ تمہارے مسلمان

بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○

ہونے کے بعد تمہیں کفر اختیار کرنے کا حکم دے سکتا ہے؟[۵]

دوسری صورت یہ ہے کہ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور جواب ہیں آیت کا مطلب یوں ہوگا کہ اے نبی تو ان لوگوں سے کہدے کہ اللہ تعالےٰ کی اصل ہدایت تو یہ ہے کہ جو انعامات تم کو دیئے جا چکے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسرے لوگوں بالخصوص مسلمانوں کو دیئے جا سکتے ہیں اور عملاً دیئے گئے ہیں۔ اگر تم حقیقت سے آنکھیں بند کرکے اس کا انکار کرتے رہوگے تو مسلمانوں کو اللہ کے نزدیک تم پر غلبہ حاصل ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔

[۴] علماء سُوء کا یہ پرانا وطیرہ ہے کہ خدا کے نام پر جھوٹی باتوں کو پھیلاتے ہیں اور اس طرح عارضی طور پر حق سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ یہ پہلے بھی ہوتا آیا ہے اور آج کے مخالفین حق بھی اسی ڈگر پر چل رہے ہیں۔

[۵] انبیاء اسلام اور اطاعت خداوندی کا سبق پڑھانے کے لئے آتے ہیں۔ وہ شرک کی تعلیم نہیں دے سکتے اسلئے ان پر یہ سراسر اتہام ہے کہ انہوں نے توحید کی بجائے تثلیث وغیرہ پھیلائی ؛

لائف ممبرز

اَلفرقان کے مستقل خریدار

یہ ان بزرگوں اور احباب کے اسماء گرامی ہیں۔جنہوں نے دس سالہ خریداری منظور فرما کر رسالہ کی امداد فرمائی ہے۔جزاھم اللہ خیراً۔ ادارہ احسانمندی کے طور پر ان کے نام دعا کی تحریک کے لئے دس سال تک شائع کرتا رہے گا۔جو اور دوست اس زمرۂ محسنین میں شامل ہونا چاہیں وہ دس سال کا چندہ پیشگی ارسال فرمادیں۔ —————— (ایڈیٹر)

ربوہ

۱۔ سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

۲۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج

۳۔ حضرت مولنا غلام رسول صاحب راجیکی

۴۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب

۵۔ جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم اے پروفیسر تعلیم الاسلام کالج

۶۔ جناب رفیق احمد صاحب ثاقب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج

۷۔ جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم اے۔حال غانا

۸۔ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری

۹۔ حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی

۱۰۔ جناب ڈاکٹر سید سلطان محمود صاحب شاہد پی۔ایچ۔ڈی تعلیم الاسلام کالج

۱۱۔ جناب چوہدری یحییٰ احسن صاحب باجوہ

قادیان

۱۲۔ جناب ملک محمد ابراہیم صاحب ہیڈماسٹر

۱۳۔ جناب مسعود احمد صاحب انیس شاہجہانپوری

۱۴۔ جناب چوہدری عبدالقدیر صاحب درویش

۱۵۔ جناب ملک بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ

۱۶۔ جناب سید شہامت علی صاحب ساہتیہ رتن

۱۷۔ جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب درویش

۱۸۔ جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری

ضلع جھنگ

۱۹۔ جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ جھنگ صدر

۲۰۔ جناب ملک محمد حیات صاحب نسوآنہ موضع نونہ

۲۱۔ جناب چوہدری عبدالحلیم خانصاحب چک ۹۷ ج ب

۲۲۔ جناب چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ

ضلع سرگودھا

۲۳۔ جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ سرگودھا

۲۴۔ جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سرگودھا

۲۵۔ جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۳ جنوبی۔

۲۶۔ جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ یونائیٹڈ بس سٹینڈ سرگودھا۔

۲۷۔ جناب شیخ عبدالرحمان صاحب آڑھتی سرگودھا۔

۲۸۔ جناب ڈاکٹر فیاض حسین صاحب دھنوی قائد آباد

۲۹۔ جناب ابوالظفر نائب شمشیر خانصاحب جوئیہ ٹھٹھہ جوئیہ حال ربوہ

ضلع لاہور

۳۰۔ جناب چوہدری اسداللہ خانصاحب بیرسٹر لاہور

۳۱۔ جناب چوہدری محمد شفیع صاحب پتوکی

۳۲۔ جناب قریشی عبدالرشید صاحب وحدت کالونی لاہور

۳۳۔ جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ۔

۳۴۔ جناب امیرالدین صاحب رتن باغ

۳۵۔ جناب ڈاکٹر اعزاز الحق صاحب لاہور

۳۶۔ جناب سید بہاول شاہ صاحب لاہور

۳۷۔ جناب سردار بشیر احمد صاحب ریس ڈائریکٹر ۔ او ۔ لاہور

۳۸۔ جناب چوہدری عزیز احمد صاحب کسٹوڈین لاہور

۳۹۔ جناب چوہدری فتح محمد صاحب دی لاہور ہریکیے ٹرانسپورٹ

۴۰۔ جناب چوہدری اعجاز نصراللہ خانصاحب ایڈووکیٹ۔

۴۱۔ جناب چوہدری نور احمد خانصاحب گوالمنڈی

۴۲۔ جناب قریشی قمر احمد صاحب بریلوی ماڈل ٹاؤن

۴۳۔ جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ۔

۴۴۔ جناب چوہدری عبدالحکیم خانصاحب میکلوڈ روڈ۔

۴۵۔ جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ

۴۶۔ جناب چوہدری عبدالحمید صاحب ماڈل ٹاؤن

۴۷۔ جناب ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس

۴۸۔ جناب ملک عبداللطیف صاحب سٹنکوہی

۴۹۔ جناب حافظ عبدالکریم صاحب نقل

۵۰۔ جناب محمد عثمان صاحب ملکی ملیشن
۵۱۔ جناب ایس یو شیخ صاحب کوثر
مینجنگ ڈائریکٹر کوثر کمپنی لمیٹڈ ایس سی کالج مال لاہور
۵۲۔ جناب حکیم سراج الدین صاحب
بھاٹی گیٹ
۵۳۔ جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب
میکلوڈ روڈ۔
۵۴۔ جناب مسٹر اے۔ بھٹی صاحب
مال روڈ
۵۵۔ جناب محمد ابراہیم صاحب ریاض
دی مال
۵۶۔ جناب چوہدری فضل الرحمان صاحب
دی مال
۵۷۔ جناب شیخ فضل احمد بشیر احمد صاحبان
سمن آباد
۵۸۔ جناب رشید احمد صاحب ملک لاہور
۵۹۔ جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
۶۰۔ جناب خانصاحب میاں محمد یوسف صاحب
ماڈل ٹاؤن
۶۱۔ جناب چوہدری غلام احمد صاحب
وحدت کالونی
۶۲۔ جناب مرزا عبدالرحمان صاحب ناصر
انجینئرنگ کالج
۶۳۔ جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد
۶۴۔ جناب ماسٹر حسن دین صاحب
راوی پارک
۶۵۔ جناب چوہدری شریف احمد صاحب ٹھیکیدار
۶۶۔ جناب سید حضرت اللہ صاحب پاشا
ایم۔ اے

راولپنڈی

۶۷۔ جناب سیٹھ محمد اسماعیل صاحب صدر
۶۸۔ جناب شیخ غلام حمید صاحب کالج روڈ
۶۹۔ جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر
۷۰۔ جناب میجر عزیز احمد صاحب مال روڈ
۷۱۔ محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد
صاحب مرحوم
۷۲۔ جناب چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی
راولپنڈی
۷۳۔ جناب کیپٹن محمد اسحاق صاحب ملک
مری روڈ
۷۴۔ جناب رفیق احمد صاحب دہلوی نیا محلہ
۷۵۔ جناب ڈاکٹر قمر الدین صاحب مری روڈ
۷۶۔ جناب محمد یونس صاحب فاروق
سیٹلائٹ ٹاؤن
۷۷۔ جناب محی الدین صاحب بابا روڈ روڈ
۷۸۔ سید مقبول احمد صاحب ڈلہوزی روڈ
۷۹۔ جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ
۸۰۔ جناب ایم۔ اے غنی صاحب بی اے
تیلی محلہ
۸۱۔ جناب کرنل محمود احمد صاحب
سیٹلائٹ ٹاؤن
۸۲۔ جناب ماسٹر عبدالرحمان صاحب خاکی
بی اے
۸۳۔ جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی
کشمیری بازار
۸۴۔ جناب کیپٹن اے۔ یو۔ نذیر احمد صاحب
چرچ روڈ
۸۵۔ جناب چوہدری نورالحسن صاحب
موضع تبیارا
۸۶۔ جناب شیخ عبدالحکیم صاحب شملوی
۸۷۔ جناب ملک بشیر احمد صاحب فلائٹ لیفٹیننٹ
۸۸۔ جناب میجر عبدالرحمان صاحب متقی
۸۹۔ جناب کیپٹن کرامت اللہ صاحب
سکول آف سگنل
۹۰۔ جناب چوہدری مبارک احمد صاحب
ایم۔ ایس۔ سی
۹۱۔ جناب صوبیدار نواب دین صاحب
امر پورہ
۹۲۔ جناب کیپٹن عبدالحی صاحب پریم گلی
۹۳۔ جناب خواجہ عنایت اللہ صاحب
چھاچھی محلہ
۹۴۔ جناب شیخ غلام رسول صاحب نیا محلہ
۹۵۔ جناب میجر چوہدری عزیز احمد صاحب
مری۔

ضلع ملتان

۹۶۔ جناب ملک عمر علی احمد صاحب
امیر جماعت احمدیہ ضلع ملتان
۹۷۔ جناب میاں محمد عمر صاحب ڈپٹی
سپرنٹنڈنٹ
۹۸۔ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب پراچہ
کالکس ایجنٹ
۹۹۔ جناب زاہد علی خان صاحب
کاشانہ سپاٹو
۱۰۰۔ جناب پیر نصیر احمد صاحب ریڈیو
نور مین۔
۱۰۱۔ جناب عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
۱۰۲۔ جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب
ایم۔ بی۔ بی۔ ایس بوریوالہ
۱۰۳۔ جناب مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی
سکندر آباد
۱۰۴۔ جناب بشارت احمد صاحب باجوہ
اوورسیئر بیراں غائب
۱۰۵۔ جناب محمد نعیم، محمد وسیم، محمد سلیم صاحبان
دنیاپور
۱۰۶۔ جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب
ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ملتان چھاؤنی
۱۰۷۔ جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب
حرم گیٹ ملتان
۱۰۸۔ جناب ماسٹر نواب الدین صاحب ایم اے
۱۰۹۔ جناب چوہدری شریف احمد ولی محمد صاحبان
خانیوال
۱۱۰۔ جناب شیخ عبدالغفور صاحب پٹواری
نہر احمد نگر
۱۱۱۔ جناب حکیم انوار حسین و محمود احمد صاحبان
خانیوال
۱۱۲۔ جناب شیخ محمد اسلم احمد سلیم صاحبان
کمیشن ایجنٹ دنیاپور
۱۱۳۔ جناب چوہدری منور احمد خانصاحب
حرم گیٹ ملتان
۱۱۴۔ جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب
اومیگا ریڈیو کمپنی
۱۱۵۔ جناب شیخ محمد منیر صاحب احمدی دنیاپور
۱۱۶۔ جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی

ضلع شیخوپورہ

۱۱۷۔ جناب چوہدری انور حسین صاحب
ایڈووکیٹ
۱۱۸۔ جناب محمد بشیر صاحب آزاد بلاک
منڈی مریدکے

ضلع گوجرانوالہ

۱۱۹۔ جناب عبدالرحمان صاحب صابر
۱۲۰۔ جناب میاں برکت علی، غلام احمد
صاحبان وزیرآباد
۱۲۱۔ جناب چوہدری محمد شریف صاحب
فیروز والہ
۱۲۲۔ جناب میاں محمد شریف صاحب
باغبانپورہ
۱۲۳۔ جناب چوہدری عبدالحمید صاحب نقاد بازار
۱۲۴۔ جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب
"ناگورا" وزیرآباد
۱۲۵۔ جناب چوہدری مقبول احمد صاحب
انسپکٹر ریلوے وزیرآباد
۱۲۶۔ جناب چوہدری عزیز اللہ خانصاحب ایڈووکیٹ

۱۲۷ جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب
اینڈ برادرز وزیرآباد •
۱۲۸ جناب میاں محمد خاں، اکبر علی صاحبان
۱۲۹ میاں عنایت اللہ صاحب فاروق
نظام آباد
۱۳۰ جناب ملک منظور احمد صاحب
لاہوری گیٹ وزیرآباد
۱۳۱ جناب میاں قمرالدین صاحب مرحوم
کھوکھر گوجرانوالہ
۱۳۲ جناب چوہدری بشیر احمد صاحب
ڈسٹرکٹ انجینئر
۱۳۳ جناب چوہدری پیر محمد صاحب
ہیڈ کلرک

ضلع گجرات

۱۳۴ جناب چوہدری بشیر احمد صاحب
ایڈووکیٹ
۱۳۵ محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبدالعزیز
صاحب منڈی بہاؤالدین۔
۱۳۶ جناب خواللہ داد مبارک احمد صاحب
کماریاں

ضلع جہلم

۱۳۷ جناب سیٹھی عبدالحق صاحب
مین بازار
۱۳۸ جناب سیٹھی خلیل الرحمان صاحب
مشین محلہ
۱۳۹ جناب خواجہ عبداللطیف صاحب
مین بازار

ضلع سیالکوٹ

۱۴۰ جناب حکیم سید پیر احمد شاہ صاحب
۱۴۱ جناب چوہدری نذیر احمد صاحب
ایڈووکیٹ
۱۴۲ جناب چوہدری خالد سیف اللہ خانصاحب
۱۴۳ جناب چوہدری عبدالستار صاحب ورکاڑالی

۱۴۴ جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر
کوٹ نیناں
۱۴۵ جناب میاں سلطان احمد خانصاحب
منڈیکے گھرائیہ
۱۴۶ جناب چوہدری غلام حسین صاحب
گوہدپور

کوئٹہ

۱۴۷ جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر
جماعت احمدیہ
۱۴۸ جناب میاں بشیر احمد صاحب ایم اے
فاطمہ جناح روڈ
۱۴۹ جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
۱۵۰ جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ
۱۵۱ جناب شیخ عبدالاحد صاحب پوسٹ بکس ۳۳
۱۵۲ مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
۱۵۳ جناب خلیفہ عبدالرحمان صاحب
اکبر منڈی روڈ
۱۵۴ جناب ماسٹر عبدالکریم صاحب جناح روڈ
۱۵۵ جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
۱۵۶ احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
۱۵۷ جناب خان عبدالوحید خانصاحب
قلات کول کمپنی
۱۵۸ جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خانصاحب
۱۵۹ جناب چوہدری محمود احمد صاحب
۱۶۰ جناب چوہدری عطاء الحق خانصاحب
منصفی روڈ
۱۶۱ جناب چوہدری محمد ابراہیم صاحب ڈار
۱۶۲ جناب عبدالحق صاحب جنجوعہ
میکنگی روڈ کوئٹہ

اضلاع سابق صوبہ سندھ

۱۶۳ جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور
۱۶۴ جناب خان نصیر احمد خانصاحب ناصر آباد
۱۶۵ جناب حاجی عبدالرحمن صاحب رئیس
باندھی

۱۶۶ جناب محمد عبداللہ صاحب رئیس
باندھی
۱۶۷ جناب علاؤالدین صاحب گوٹھ
علاؤالدین۔
۱۶۸ جناب چوہدری عطاء محمد صاحب
گوٹھ امام بخش
۱۶۹ جناب چوہدری محمد عبداللہ صاحب
۱۷۰ جناب چوہدری غلام نبی صاحب
۱۷۱ جناب چوہدری برکت علی صاحب
گوٹھ سردار محمد پنجابی
۱۷۲ جناب حاجی قمرالدین صاحب
گوٹھ قمرآباد
۱۷۳ جناب حاجی کریم بخش صاحب
گوٹھ قمرآباد
۱۷۴ جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
۱۷۵ جناب رئیس عبدالحمید صاحب باندھی
۱۷۶ جناب چوہدری صادق احمد صاحب
دریا خان مری
۱۷۷ ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب
مارکیٹ روڈ نواب شاہ
۱۷۸ جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم
نواب شاہ
۱۷۹ جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب
پریذیڈنٹ نواب شاہ
۱۸۰ جناب چوہدری ننھے خانصاحب
گوٹھ ننھے خان
۱۸۱ جناب چوہدری غلام رسول صاحب
گوٹھ غلام رسول
۱۸۲ جناب ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب
صدیقی میرپور خاص
۱۸۳ جناب بابو عبدالغفار صاحب
رسالہ روڈ حیدرآباد
۱۸۴ جناب چوہدری محمد اکرام صاحب لطیف آباد

۱۸۵ جناب ڈاکٹر احمد الدین صاحب
امیر جماعت احمدیہ کنری
۱۸۶ جناب چوہدری شاہ دین صاحب
گوٹھ شاہ دین۔
۱۸۷ جناب فضل الرحمان خانصاحب
زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدرآباد
۱۸۸ جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب
ڈیرہ نواب صاحب
۱۸۹ جناب ملک محمد الہی صاحب چارکول
مرچنٹ بدین
۱۹۰ جناب ملک جلال الدین صاحب
جنرل سیکرٹری بدین
۱۹۱ جناب ملک محمود احمد صاحب
چارکول مرچنٹ
۱۹۲ جناب مہر غلام محمد صاحب
چارکول مرچنٹ
۱۹۳ جناب چوہدری کرامت اللہ صاحب بدین
۱۹۴ جناب چوہدری فضل احمد صاحب
پریذیڈنٹ جماعت رحیم یارخان
۱۹۵ جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد

بہاولپور

۱۹۶ جناب خان عزیز محمد خان صاحب
بہاولپور
۱۹۷ جناب چوہدری غلام احمد صاحب
بہاولپور
۱۹۸ جناب پیر محمد اقبال صاحب اسٹیشن ماسٹر

کراچی

۱۹۹ جناب قاضی محمد اسلم صاحب
ایم۔ اے کراچی
۲۰۰ جناب عبدالرحیم صاحب مدہوش
رحمانی مارٹن روڈ
۲۰۱ جناب عبدالرزاق صاحب بٹ
پیر الہی بخش کالونی

۲۰۲ جناب چوہدری بشیر احمد صاحب منیر
بی لے کورنگی
۲۰۳ جناب چوہدری حاجی مسعود احمد صاحب
خورشید۔
۲۰۴ جناب محمد شریف صاحب چغتائی
جنرل پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف کراچی
۲۰۵ محترمہ انور سلطانہ صاحبہ کورنگی
کریک کراچی
۲۰۶ دی ایسٹرن سروسز لمیٹڈ بندر روڈ
۲۰۷ جناب مولوی صدرالدین صاحب احمد
منگھا پیر روڈ
۲۰۸ جناب غلام احمد صاحب گوبیمارکٹ
۲۰۹ جناب حافظ عبدالغفور صاحب
ناصر مولوی فاضل
۲۱۰ جناب میاں عطاء الرحمان صاحب طاہر

مغربی پاکستان کے دیگر اضلاع

۲۱۱ جناب نواب زادہ محمد امین خاں صاحب
بنوں شہر
۲۱۲ جناب محمد سعید احمد صاحب اسسٹنٹ
انجینئر پشاور
۲۱۳ جناب محمد برکت اللہ صاحب ایم اے میرپور
۲۱۴ سردار امیر محمد خان صاحب قیصرانی کوٹ
قیصرانی۔
۲۱۵ جناب مبارک علی صاحب راجباہ روڈ
لائل پور
۲۱۶ جناب مولوی برکت علی صاحب
لائق چرٹا نوالہ
۲۱۷ جناب مرزا محمد عبداللہ صاحب
جی۔ٹی روڈ پشاور
۲۱۸ جناب چوہدری عبدالمالک صاحب فاضل
ڈیرہ اسماعیل خاں
۲۱۹ جناب مولوی خلیل الرحمان صاحب
رام پورہ پشاور

۲۲۰ جناب شیخ محمد صاحب صدر معلم
پرائمری سکول انبالہ اسٹیٹ
۲۲۱ جناب میجر محمد عبداللہ صاحب مہار
منسٹری آف ڈیفنس کراچی

مشرقی پاکستان

۲۲۲ جناب شیخ محمود الحسن صاحب
امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ
۲۲۳ جناب فضل کریم صاحب ملّا
۲۲۴ جناب قاضی خلیل الرحمان صاحب
خادم ڈھاکہ
۲۲۵ جناب میاں محمد انور و ڈاکٹر محمد شفیق
صاحبان چٹاگانگ
۲۲۶ جناب چوہدری محمد خالد صاحب چٹاگانگ
۲۲۷ جناب محمود احمد علاؤ الدین صاحب 〃
۲۲۸ جناب محمد سلیمان صاحب سوہا روڈ
۲۲۹ محترمہ مسعودہ بیگم سعید صاحبہ چٹاگانگ
۲۳۰ جناب مولوی ابوالخیر محب اللہ صاحب
محمود نگر
۲۳۱ جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب
بیرسٹر ڈھاکہ
۲۳۲ جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب ڈی۔پی ایچ
نارائن گنج
۲۳۳ جناب چوہدری خورشید احمد صاحب
کاہلوں نارائن گنج۔
۲۳۴ جناب چوہدری خورشید احمد صاحب
کاہلوں ڈھاکہ
۲۳۵ جناب شیخ عبدالحمید صاحب
مغل ٹولی چوک ڈھاکہ
۲۳۶ جناب مسٹر ظفر احمد صاحب
مولوی بازار ڈھاکہ
۲۳۷ جناب ایم عبیداللہ خانصاحب
مشن روڈ ڈھاکہ ۳
۲۳۸ جناب چوہدری سیف اللہ خانصاحب صیفی
موتی جھیل

۲۳۹ جناب ملک محمد طفیل صاحب کا رپرنٹنڈنٹ سٹیونڈ
۲۴۰ جناب محمد حبیب اللہ صاحب پوسٹ
بکس ۷ نارائن گنج
۲۴۱ جناب سید ضیاء الحسن صاحب ملٹری
ہسپتال چٹاگانگ
۲۴۲ جناب چوہدری احسان اللہ صاحب
پوسٹ بکس ۲۴۵ چٹاگانگ

بھارت کے دیگر علاقے

۲۴۳ جناب مولانا محمد سلیم صاحب فاضل کلکتہ
۲۴۴ جناب سید فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ
پولیس گیا۔
۲۴۵ جناب مولوی کمال الدین صاحب
مالا باری مدراس
۲۴۶ جناب محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی
ایل ایل۔بی حیدر آباد
۲۴۷ جناب امیر علی صاحب صدیقی جنوبی
کنارہ جنوبی ہند
۲۴۸ جناب مولوی سراج الحق صاحب
عثمان گنج حیدر آباد دکن
۲۴۹ جناب میاں محمد عمر صاحب سہگل کلکتہ

۲۵۰ جناب میاں محمد بشیر صاحب سہگل کلکتہ

دوسرے ممالک

۲۵۱ جناب صالح الشیبی الہدی سرابایا
انڈونیشیا
۲۵۲ محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم
صالح الشیبی صاحب
۲۵۳ جناب چوہدری نذیر احمد صاحب
ایم ایس سی۔ غانا
۲۵۴ جناب مسٹر عبدالعزیز عزیز الدین صاحب
لنڈن
۲۵۵ جناب ناظم الدین خان صاحب
نوری مارگوی (مشرقی افریقہ)
۲۵۶ جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر
روز ہل (ماریشس)
۲۵۷ جناب ایم اے ہاشمی صاحب
کویت (عرب)
۲۵۸ جناب چوہدری عبدالستار صاحب
کویت (عرب)
۲۵۹ جناب عبدالغفور صاحب جمن بخش
سرینام (امریکہ)

نئے دس سالہ خریدار

۲۶۰ حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب
امیر جماعت احمدیہ قادیان۔
۲۶۱ جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
فاضل قادیان۔
۲۶۲ جناب مولوی برکات احمد صاحب
راجیکی بی۔ اے قادیان۔
۲۶۳ جناب مولوی بدرالدین صاحب
عامل درویش قادیان
۲۶۴ محمد اقبال صاحب پسر جناب
منظور احمد صاحب چیمہ درویش قادیان

۲۶۵ جناب محمد الیاس صاحب تاجر
یادگیر میسور اسٹیٹ۔
۲۶۶ جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق
نائب امام مسجد لنڈن
۲۶۷ جناب چودھری عبدالرحمٰن
خانصاحب لنڈن
۲۶۸ جناب شیخ عبداللطیف صاحب
تاجر۔ لائل پور۔
۲۶۹ جناب الحاج سید عبدالرحمٰن صاحب
آف امریکہ۔
۲۷۰ جناب خواجہ امیر بخش صاحب
آف آسٹریلیا لاہور

مشرقی پاکستان کا دورہ

گذشتہ سال کی طرح [illegible] مشرقی پاکستان کا تبلیغی و تربیتی دورہ کیا گیا [illegible] صاحب [illegible] کا دورہ [illegible] احمد نگر [illegible]

[illegible]

(۱) [illegible] علماء [illegible] بزرگان سلسلہ کے ساتھ

×××××××

(۱) [illegible] (دائیں جانب سے) ڈاکٹر [illegible] مولوی محمد [illegible] مولوی [illegible] محمود احمد، مولوی [illegible]

(۲) [illegible] (دائیں طرف سے) مولوی [illegible] مولوی احمد [illegible] چوہدری، مولوی محمد [illegible] صاحبزادہ مرزا طاہر احمد، مولانا ابوالعطاء جالندھری، مربی سلسلہ مولانا اعجاز احمد

★ تفسیر صغیر ★

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اسے معلوم ہو کہ قرآن مجید میں کیا کچھ بیان ہوا ہے۔ چونکہ اب تک اردو زبان میں ایسا سلیس با محاورہ ترجمہ جس سے قرآن مجید کا صحیح مفہوم واضح ہو سکے۔ شائع نہیں ہوا تھا۔ اس لئے قرآن مجید کے مطالب کو سمجھنے میں مشکل پیش آرہی تھی۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حال ہی میں اردو زبان میں سلیس با محاورہ ترجمہ قرآن مجید کا کیا ہے۔ اور مختصر سے مختصر نوٹس بھی دیئے ہیں۔ جو ادارہ المصنفین ربوہ کی طرف سے تفسیر صغیر کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے اسکا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے مطالعہ سے ہمیں قرآن مجید کے بیان کردہ مضامین کا بخوبی علم ہو جاتا ہے۔ حجم [illegible] صفحات سائز [illegible] مجلد قیمت ایک جلد میں اٹھارہ روپے۔ اور دو جلدوں میں بیس روپے

ملنے کا پتہ: ادارۃ المصنفین ربوہ ضلع جھنگ

مکتبۃ الفرقان ربوہ

"مکتبۃ الفرقان آپ کا اپنا مکتبہ ہے
جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں سے آپ کو جب
بھی کسی کتاب کی ضرورت ہو جو ربوہ کے کسی
ادارہ نے شائع کی ہو۔ تو آپ مکتبۃ الفرقان
ربوہ کو یاد فرمایئے۔ آپ کے ارشاد کی تعمیل
ہمارے لئے باعث مسرت ہوگی۔
"مکتبۃ الفرقان سے تعاون رسالہ الفرقان کی
اعانت بھی ہے!
(مینجر)

قرآن مجید مترجم

ترجمہ از شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب
حاشیہ و تفسیر از شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب
تاج کمپنی نے شیخ الہند اور شیخ الاسلام کے بے نظیر ترجمہ و
تفسیر کو ان کی شان و عظمت کے مطابق بڑی تقطیع پر کس آب و تاب
کے ساتھ طبع کیا ہے صفحہ [illegible] عربی متن اور
اردو ترجمہ و تفسیر کا قلم اتنا جلی ہے کہ ہر عمر کے لوگ آسانی سے تلاوت
کر سکتے ہیں۔ تاج کمپنی لمیٹڈ پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی یا
پوسٹ بکس ۲۵ لاہور کے نام ایک خط لکھ کر نمونہ کے صفحے مفت منگوا کر
زیارت کیجئے

[illegible] صدف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں چھپا۔